اُردُو

چھٹی جماعت کے لئے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

منظور کردہ: محکمۂ تعلیم و خواندگی حکومتِ سندھ، بہ موجب مراسلہ نمبر جی۔او۔(جی۔1)
ای اینڈ ایل کریکیولم 2014 مورخہ: 04-01-2016

جائزہ شدہ: بیورو آف کریکیولم اینڈ ایکسٹینشن ونگ سندھ، جامشورو۔

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد — کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان — اَرضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام — قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت — پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال — رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال — جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

سلسلہ وار نمبر

سالِ اشاعت	اشاعت	تعداد	قیمت
۲۰۱۹	اوّل	٦٨,٩٧٢	مفت

مفت تقسیم کیلیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

فہرست

پیش لفظ

سِندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ ایک ایسا تعلیمی اِدارہ ہے جِس کا فریضہ درسی کُتب کی تیاری و اشاعت ہے۔ اِس کا اوّلین مقصد ایسی دَرسی کُتب کی تیاری وفراہمی ہے جو نسلِ نو کو شعور و آگہی اور ایسی صلاحیت بخشیں جن کے ذریعے وہ اِسلام کے آفاقی نظریات، بھائی چارے، اسلاف کے کارناموں اور اپنے ثقافتی ورثے اور روایات کی پاس داری کرتے ہوئے دورِ جدید کے نت نئے سائنسی، تکنیکی اور معاشرتی تقاضوں کا مقابلہ کر کے کامیاب زندگی گزار سکیں۔

اِس اعلیٰ مقصد کی تکمیل کی غرض سے اہلِ عِلم، ماہرینِ مضامین، مُدّرسین کرام اور مُخلص احباب کی ایک ٹیم ہر چار سمت سے حاصل ہونے والی تجاویز کی روشنی مین درسی کتب کے معیار، جائزے اور ان کی اصلاح کے لیے ہمارے ساتھ مسلسل مصروفِ عمل ہے۔

ہمارے ماہرین اور اشاعتی عملے کے لیے اپنے مطلوبہ مقاصد کا حُصول صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب اِن کُتب سے اساتذہ کرام اور طلبہ کما حقہ اِستفادہ کریں۔ علاوہ ازیں ان کُتب کے معیار کو بہتر بنانے میں اِن کی تجاویز اور آراء ہمارے لیے مُمد ومُعاون ثابت ہوں گی۔

چیئرمین

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ

جام شورو، سندھ

مفت تقسیم کیلئے

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو لے اور آہنگ کے سے پڑھیں گے۔
۲۔ حمد کا مفہوم بیان کریں گے۔
۳۔ مصرعوں کو سادہ نثر میں تبدیل کریں گے۔
۴۔ مشق میں کرائے گئے نئے الفاظ کے معنی بیان کریں گے۔

حمد

یاالٰہی تو خدا سب کا ہے
تجھ کو منظور بھلا سب کا ہے

سارے عَالم کو بنایا تو نے
اپنی قدرت سے سجایا تو نے

بیج سے پیڑ اُگانے والا
پیڑ سے بیج بنانے والا

رنگ پھولوں نے تُجھ ہی سے پائے
سب پہ ہیں تیرے کرم کے سائے

سارے پنچھی ترِے گُن گاتے ہیں
جھونکے رحمت کے چلے آتے ہیں

اے خُدا برتر و بالا تو ہے
سب کا ہی پالنے والا تو ہے

تو دو عالم پہ نظر رکھتا ہے
دل کی باتوں کی خبر رکھتا ہے

تو نے ہی علم کی دولت دی ہے
تو نے ہی عقل کی نعمت دی ہے

(رئیس فروغ)

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) حمد کسے کہتے ہیں؟
(ب) نظم میں 'دو عالم' سے کیا مُراد ہے؟
(ج) اللّٰہ کی عطا کردہ چند نعمتوں کے نام لکھیے۔
(د) پرندے کس کے گن گاتے ہیں؟
(ہ) پھولوں کو کیا چیزیں عطا کی گئی ہیں؟

۲۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

الفاظ	پنچھی	منظور	عالَم	کرم	حمد	گُن
معانی						

۳۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پر کیجیے:

(الف) جھونکے.........کے چلے آتے ہیں
(الف) نعمت (ب) رحمت (ج) حکمت (د) عزّت

(ب) سارے..............تیرے گن گاتے ہیں
(الف) حیواں (ب) نباتات (ج) پنچھی (د) سنگی

(ج) رنگ..............نے تجھ ہی سے پائے
(الف) پھولوں (ب) پھلوں (ج) تتلیوں (د) مچھلیوں

(د) تو نے ہی علم کی.........دی ہے
(الف) نعمت (ب) حکمت (ج) چاہت (د) دولت

(ہ) تو دو عالم پہ.............رکھتا ہے
(الف) خبر (ب) نگاہ (ج) نظر (د) صبر

۴۔ دیے گئے مصرعوں کو سادہ نثر میں لکھیے۔

رنگ پھولوں نے تجھ ہی سے پائے
تو نے ہی علم کی دولت دی ہے
اپنی قدرت سے سجایا تو نے
سارے عالم کو بنایا تو نے
سب کا ہی پالنے والا تو ہے
تو دو عالم پہ نظر رکھتا ہے

۵۔ ہر لفظ کے سامنے ہم آواز لفظ لکھیے۔

بنایا	سجایا	اُگایا	پکایا
پائے			
والا			
نظر			
نعمت			
آتے			

۶۔ ماضی گزرے ہوئے زمانے کو کہتے ہیں۔ ماضی کے جملوں کے آخر میں تھا' تھے تھی لگتا ہے۔ موجودہ زمانے کو حال کہتے ہیں۔ اس کے جملوں کے آخر میں ہے' ہوں' ہیں لگتا ہے جب کہ مستقبل کے جملوں کے آخر میں گا' گے' گی لگتے ہیں۔ دیے گئے جملوں کو اس طرح مکمل کیجیے کہ تینوں زمانوں کی وضاحت ہو جائے۔

ارشد آ گیا .... فوزیہ آ گئی ....

ارشد دو روز پہلے آیا .... فوزیہ دو روز پہلے آئی........................

سب لڑکے آ گئے .... سب لڑکیاں دو روز پہلے آئیں........................

سب لڑکے آ جائیں .... لڑکیاں بھی آ جائیں ....

۷۔ پانچ سطروں میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں بیان کیجیے۔

۸۔ اپنی پسند کا کوئی شعر لکھ کر اس کی تشریح کیجیے:

اس حمد کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اسکول کی اسمبلی میں پڑھ کر سنائیے۔

طالب علموں کو ہدایت کریں کہ کسی اور شاعر کی حمد سنائیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نعت کے مفہوم کو سمجھ کر بیان کریں گے۔
۲۔ نظم کو لے اور آہنگ سے پڑھیں گے۔
۳۔ مترادف اور متضاد لفظ الگ کریں گے۔
۴۔ نعت کو سادہ نثر میں بیان کریں گے۔

نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی　اِن کا اُن کا تمھارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے　ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بُجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں　شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے　ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے　نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
غم زدوں کو رضاؔ مژدہ دیجیے کہ ہے　بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(احمد رضاؔ خان)

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) نعت کسے کہتے ہیں؟

(ب) اس نظم میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی کن کن خوبیوں کو اُجاگر کیا گیا ہے؟

(ج) 'قمر کے ٹکڑے کیے' سے شاعر کی کیا مُراد ہے؟

(د) ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بے کسوں کی کس طرح مدد کرتے تھے؟

(ہ) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کن کو راہ دکھائی؟

۲۔ دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) جس نے ٹکڑے کیے ہیں .... کے وہ ہے

آسماں	قمر	سورج	ستارے

(ب) لامکاں تک .... ہے جس کا وہ ہے

اُجالا	سہارا	نظارا	کنارا

(ج) سب سے بالا .... ہمارا نبی

اعلیٰ	ارفع	والا	بالا

(د) اِن کا، اُن کا .... ہمارا نبی

پیارا	تمھارا	نیارا	سہارا

(ہ) غم زدوں کو رضا .... دیجے کہ ہے

بتا	سُنا	نِدا	مژدہ

۳۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

الفاظ	مژدہ	اولیٰ	مشعل	قمر	بالا	وحدت
معنی						

۴۔ اس نعت سے اپنی پسند کا کوئی شعر لکھ کر اس کی تشریح کیجیے۔

۵۔ آپ کم از کم ۵ سطریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں لکھیے۔

۶۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے۔

۷۔ اس نعت کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

متلازم یا گروہی الفاظ

ایسے الفاظ جن کو زبان پر لاتے ہی ان سے متعلقہ اور بہت سے الفاظ ذہن میں آ جائیں، متلازم یا گروہی الفاظ کہلاتے ہیں۔ مثلاً: باغ سے متعلق: درخت، پودے، کانٹے، شاخیں، پتے، پھول، گھاس، پرندے وغیرہ۔

۸۔ اب آپ درج ذیل الفاظ کے متلازم الفاظ لکھیے۔

(الف) گھر = ____________________

(ب) اسکول = ____________________

(ج) بستہ = ____________________

(د) مسجد = ____________________

(ہ) ہسپتال = ____________________

سرگرمی

طلبہ کسی اور نعت کا انتخاب کر کے کلاس روم میں سنائیے۔

گروپ بنا کر ان کے سامنے چند فقرات رکھیں اور ان میں سے متلازم یا گروہی الفاظ الگ کروائیے۔

نیکی کا بدلہ

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ کہانی اپنے لفظوں میں بیان کریں گے۔
۲۔ کہانی لکھنے کے اسلوب کو سمجھیں گے۔
۳۔ نئے الفاظ کا استعمال کریں گے۔
۴۔ روزمرّہ اور محاوروں کے بارے میں جانیں گے۔

پرانے زمانے کی بات ہے' ایران کی سرزمین میں ایک شہر آباد تھا جس کا نام راوند تھا۔ اس شہر میں مہریار نامی ایک سوداگر رہتا تھا۔ شہر کے لوگ مہریار کی بڑی عزت کرتے تھے۔ وہ معاملے کا بہت کھرا تھا' سچ بولتا تھا اور ہر ایک سے نرمی' پیار اور محبت سے پیش آتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حج کا مہینہ نزدیک آرہا تھا۔ شہر میں بہت سے لوگ حج کے لیے جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ مہریار کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی دولت دی ہے، میرا بھی فرض ہے کہ اس دولت میں سے کچھ روپیا نکال کر اس نیک کام پر خرچ کروں۔ یہ سوچنے کے بعد وہ گھر آیا اور سفر پر روانہ ہونے کے لیے تیاری کرنے لگا۔ اس زمانے میں ہوائی جہاز تھے' نہ ریل گاڑیاں۔ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے اور قافلے بنا کر چلتے تھے۔

راوند شہر سے بھی حاجیوں کا ایک قافلہ حج کے لیے تیار ہوا اور مہریار بھی اسی قافلے کے ساتھ مکہ جانے کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں اخراجات کے لیے ایک ہزار اشرفیاں اپنی کمر سے باندھ لیں۔ حاجیوں کا یہ قافلہ آہستہ آہستہ چلتا گیا۔ راستے میں تھوڑی دیر کے لیے کہیں رکتا اور پھر آگے روانہ ہو جاتا۔

چلتے چلتے قافلہ ایک بڑے شہر پہنچا۔ یہاں قافلے والوں نے دو تین دن ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تاکہ آرام کر لیں اور گھوم پھر کر شہر کی سیر بھی کر لیں۔

ایک دن مہریار جب شہر سے باہر نکلا تو کچھ فاصلے پر پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیر لگے تھے' جیسے اُجڑے ہوئے شہر کے کھنڈر ہوں۔ وہ اُس طرف چل پڑا۔قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے کچرے کے ڈھیر کو کُرید کُرید کر دیکھ رہی ہے' جیسے کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہو۔

مہریار ایک طرف کھڑا ہو کر یہ تماشا دیکھتا رہا۔تھوڑی دیر کے بعد کوڑے میں سے ایک مردہ مرغی مل گئی۔ بڑھیا نے مرغی کو جھاڑا پونچھا اور صاف کرنے کے بعد ایک چادر میں چھپا کر چل پڑی۔

مہریار بہت حیران ہوا کہ یہ بڑھیا اس مردہ مرغی کا کیا کرے گی۔ اسی خیال میں وہ آنکھ بچا کر بڑھیا کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ بڑھیا ایک پرانے اور خستہ مکان کے سامنے آکر رک گئی اور پھر دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔دروازے کا کھلنا تھا کہ تین چار بچے اُس سے لپٹ گئے اور بولے۔

''امی جان! امی جان!! ہمارے کھانے کے لیے کیا لائی ہو؟''

''بچو! صبر کرو' تمھارے لیے مرغی لائی ہوں۔کھاؤ گے تو مزا آجائے گا۔'' یہ کہہ کر بوڑھی عورت نے اپنا منھ دوسری طرف کرلیا' تاکہ اس کی آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو اس کے بچے نہ دیکھ لیں۔

مہریار نے یہ حالت دیکھی' تو اس کا دل دہل گیا۔اس نے سوچا' ماں کی ممتا بھی کیا چیز ہے! یہ غریب بڑھیا اپنے بھوکے بچوں کے لیے اللّٰہ جانے کیا کیا جتن کرتی ہوگی! یہ سوچ کر مہریار کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔اُس نے بڑھیا کے ایک ہمسائے سے پوچھا:

''بھائی صاحب! آپ کے ساتھ والے مکان میں جو بوڑھی عورت رہتی ہے' یہ کون ہے؟''

ہم سائے نے بتایا: ''یہ بڑھیا بڑی نیک اور پاک باز عورت ہے' بہت غریب ہے بے چاری' لیکن بڑی محنت اور مشقت سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔''

مہریار نے دل میں سوچا' ایسی غریب عورت کی مدد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ یہ سوچ کر وہ بڑھیا کے پاس آیا اور تمام اشرفیاں نکال کر بڑھیا کے سامنے رکھ دیں اور کہا:

''بڑی بی! تمھاری یہ امانت کافی عرصے سے میرے پاس پڑی ہے' واپس دینے آیا ہوں۔''

بڑھیا اُسے دیکھ کر بہت حیران ہوئی اور بولی:

''میری کوئی امانت نہیں' بلکہ میں تو تمھیں جانتی بھی نہیں' میں یہ کیسے لے لوں؟''

دونوں میں بہت دیر تک بحث ہوتی رہی۔ مہریار اصرار کرتا رہا اور بڑھیا متواتر انکار کرتی رہی۔آخر مہریار نے تنگ آکر بڑھیا سے کہا:

''بڑی بی! اگر تم یہ ہزار اشرفیاں نہیں لوگی تو میں اس امانت کو اُسی کچرے کے ڈھیر پر جا کر پھینک دوں گا، جہاں سے تم نے وہ مرغی اُٹھائی تھی کیوں کہ میں اب یہ امانت اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔''

بڑھیا نے سر جھکا دیا۔ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ بڑھایا اور اشرفیاں اُٹھالیں اور ہلکی آواز میں کہا:

''بیٹا! میں ناچیز اس قابل کہاں کہ تمھارے اتنے بڑے احسان کا بدلہ اُتار سکوں، اللّٰہ تعالٰی ہی اس نیکی کا اجر تمھیں دے گا۔''

مہریار سرائے میں واپس آ گیا، جہاں اس کے دیگر ساتھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسرے دن جب قافلے والے چلے گئے تو مہریار نے اپنے گزارے کے لیے کام کاج شروع کر دیا۔ اسے شہر میں کام کرتے ہوئے کئی دن گزر گئے۔ ایک دن صبح سویرے وہ سرائے سے باہر نکل ہی رہا تھا کہ ایک اونٹنی سوار آ پہنچا۔ مہریار کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:

''کیوں بھئی نوجوان! کوئی کام وغیرہ کرو گے؟'' مہریار بولا! ''ضرور کروں گا۔''

اونٹنی سوار نے کہا: ''میں حج کے لیے مکہ جا رہا ہوں۔ اکیلا ہوں، چاہتا ہوں کہ میرا کوئی ساتھی ہو اور سفر کے کام میں میرا ہاتھ بٹائے۔ میرے پاس ایک اور اونٹنی بھی ہے، اس پر تم سوار ہو جاؤ۔''

مہریار کے لیے اِس سے بڑھ کر اور کیا خوشی تھی۔ وہ فوراً اونٹنی سوار کے ساتھ ہو گیا۔ دونوں نے حج کیا اور حج سے فارغ ہو کر واپس لوٹ آئے۔ اونٹنی سوار نے مہریار کا شکریہ ادا کیا اور دس ہزار اشرفیاں نکالیں اور اس کی جیب میں ڈال دیں۔ مہریار نے پوچھا:

''یہ کیا؟ میں نے کوئی اتنا بڑا کام تو نہیں کیا کہ آپ مجھے دس ہزار اشرفیاں دے رہے ہیں۔''

اونٹنی سوار نے کہا: ''یہ مزدوری نہیں بلکہ تمھاری امانت ہے، جو میرے پاس پڑی تھی۔''

مہریار کچھ کہنے ہی کو تھا کہ وہ شخص فوراً اونٹنی پہ سوار ہوا اور دَم بھر میں نظروں سے غائب ہو گیا۔

یہ مہریار کی نیکی کا بدلہ تھا۔ مہریار اپنے رب کا شکر ادا کرنا نہیں بھولا جو اپنے بندوں کو ہر دم یاد رکھتا ہے اور معمولی سے معمولی نیکی کا اجر بھی کئی گنا کر کے عطا کرتا ہے۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ایران کے نیک سوداگر کا نام کیا تھا؟

(ب) اس نے کہاں جانے کا ارادہ کیا؟

(ج) پرانے زمانے میں لوگ حج کے لیے کس طرح کا سفر کرتے تھے؟

(د) سفر کے لیے سوداگر نے کتنی رقم رکھی تھی؟

(ہ) بازار میں سوداگر کس غرض سے گیا؟

(و) بُڑھیا نے مُردہ مرغی کیوں اُٹھائی؟

۲۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) سوداگر نے بڑھیا کو دس ہزار اشرفیاں دیں۔ ☐

(ب) بوڑھی عورت کو کچرے کے ڈھیر سے مرغی ملی تھی۔ ☐

(ج) غریب انسان کی مدد کرنا سب کا فرض ہے۔ ☐

(د) اجنبی، سوداگر کو جہاز پر حج کے لیے لے گیا۔ ☐

(ہ) سوداگر نے سرائے میں کئی دن گزارے۔ ☐

(و) سوداگر نے امانت کچرے کے ڈھیر پر ڈالنے کی دھمکی دی۔ ☐

(ز) اونٹ سوار نے سوداگر کو دو ہزار اشرفیاں دیں۔ ☐

۳۔ دیے گئے پیراگراف سے مذکر اور مؤنث الگ الگ کر کے لکھیے:

مہریار بہت حیران ہوا کہ یہ بڑھیا اِس مُردہ مرغی کا کیا کرے گی۔ اسی خیال میں وہ آنکھ بچا کر بڑھیا کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ بڑھیا شہر کے ایک محلے میں پہنچ کر ایک پرانے اور خستہ مکان کے سامنے آ کر رک گئی اور پھر دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ تین چار بچّے اس سے لپٹ گئے۔

۴۔ نیچے دیے گئے جملوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) یہ بھی فرض ہے کہ دولت میں سے کچھ......... نکال کر خرچ کرو۔

(ب) حاجیوں کا ایک قافلہ......... کے لیے تیار ہوا۔

(ج) اس نے......... اشرفیاں کمر سے باندھ لیں۔

(د) قافلے والوں نے دو تین دن .... کا فیصلہ کر لیا۔

(ہ) بوڑھی عورت......... کے ڈھیر کو کرید رہی تھی۔

(و) یہ مزدوری نہیں بل کہ تمھاری .... ہے۔

۵۔ دس سطروں پر مشتمل ایک کہانی تحریر کیجیے جس میں نیکی کی ترغیب دی گئی ہو۔

۶۔ غلط فقرات کی دُرستی

عام بول چال کو روزمرہ کہا جاتا ہے۔ اس میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جب کہ محاوروں میں الفاظ اپنے غیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

ذیل میں ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں روزمرہ یا محاورے کی غلطی موجود ہے۔

غلط فقرات	دُرست فقرات
مہنگائی دِن بہ دِن بڑھ رہی ہے۔	ہال میں تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔
وہ تو کاٹھ کا گھوڑا ہے۔	وہ عورت ہکّا بکّا رہ گئی۔
وہ عورت ہکّی بکّی رہ گئی۔	جب فاقوں سے مرو گے تو خدا یاد آئے گا۔
وہ خط پڑھ کر ہنسنے لگ پڑے۔	وہ خط پڑھ کر ہنسنے لگے۔
مجھے جھوٹ مارنے کی عادت نہیں۔	وہ تو کاٹھ کا اُلّو ہے۔
ہال میں سوئی دھرنے کو جگہ نہ تھی۔	مہنگائی روز بہ روز بڑھ رہی ہے۔
جب فاقے سے مرو گے تو خدا یاد آئے گا۔	مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں۔

طلبہ محاورہ اور روزمرہ کے فرق کو آپس میں بیان کیجیے۔

گروپ بنا کر غلط فقرات کو درست کروائیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ حروفِ استفہامیہ کے بارے میں جانیں گے۔
۲۔ اخلاقی اقوال کو سمجھیں گے۔
۳۔ اخلاقی موضوع پر مضمون لکھیں گے۔
۴۔ نئے الفاظ کا استعمال سیکھیں گے۔
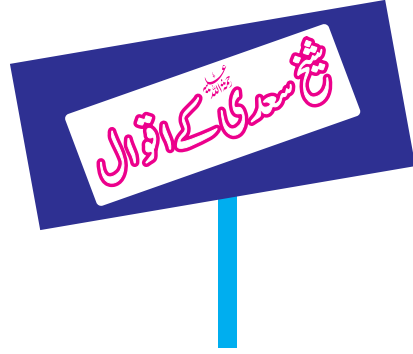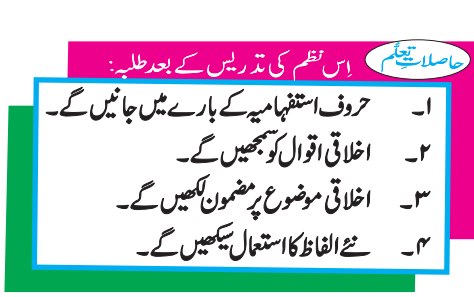
شیخ سعدیؒ شیرازی کا اصل نام شرف الدین تھا۔ آپ ایران کے شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ اپنے تجربات کو شیخ سعدی نے تحریر کی صورت میں دوام بخشا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو طویل عمر سے نوازا۔

شیخ سعدیؒ نے نظمیں بھی کہیں اور نثر میں بھی لکھا۔ آپ کی شاعری کی کتاب 'بوستان' اور نثر کی کتاب 'گلستان' کو بہت زیادہ شہرت ملی۔ خاص طور پر گلستان' اپنی فکری تازگی اور علم و حکمت کی بنا پر اچھی کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اِن کتابوں کے تراجم دُنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

شیخ سعدیؒ کے حکمت و دانش سے بھرپور کچھ اقوال درج ہیں:

۱۔ دِن کی روشنی میں رزق تلاش کرو اور رات کی تاریکی میں اُسے تلاش کرو جو تمھیں رزق دیتا ہے۔
۲۔ بادشاہوں کو وہی نصیحت کرسکتا ہے جسے اپنے سر کا خوف ہو نہ مال کی تمنا۔
۳۔ دنیا کا مال زندگی کے آرام اور سکون کے لیے ہے، نہ کہ زندگی مال جمع کرنے کے لیے۔
۴۔ نادان آدمی ڈھول کی مانند ہوتا ہے، اس کی آواز بلند ہوتی ہے مگر اندر سے خالی ہوتا ہے۔
۵۔ جو شخص بچپن میں تمیز نہیں سیکھتا وہ بڑا ہو کر بھی نہیں سیکھ سکتا۔
۶۔ اگر تو دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو لوگوں پر احسان کرو جیسے اللّٰہ نے تجھ پر احسان فرمایا۔
۷۔ جو دوسروں کے غم سے بے تعلق ہے، وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔
۸۔ دیوار کے پیچھے بھی بات کرتے وقت ہوشیار رہو، ہوسکتا ہے کہ دوسری طرف دشمن کان لگا کر سُن رہا ہو۔
۹۔ آسمان پر نگاہ ضرور رکھو مگر یہ مت بھولو کہ پیر زمین پر ہی رکھے جاتے ہیں۔
۱۰۔ بُری عادت والا انسان اپنی بُری عادت کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت میں پھنسا رہتا ہے۔

۱۱۔ بات اس وقت کر جب تجھے یقین ہو کہ اثر ہوگا، بے فائدہ بات کر کے اپنی قدر نہ گھٹا۔

۱۲۔ اس سے تو خاموشی بہتر ہے کہ کسی سے دل کی بات کہہ کر اُس سے کہا جائے کہ کسی سے نہ کہنا۔

۱۳۔ جو بُری صحبت میں بیٹھتا ہے، اس کی سوچ کبھی اچھی نہ ہوگی۔

۱۴۔ حاسد کے لیے بددُعا کرنے کی ضرورت نہیں، وہ تو پہلے ہی حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔

۱۵۔ دو آدمیوں کی کوشش بے فائدہ ہے:

ایک وہ جس نے مال کمایا مگر کھایا نہیں، دوسرا وہ جس نے علم حاصل کیا مگر اس پر عمل نہ کیا۔

۱۶۔ بے عمل عالم ایسا ہے جیسے اندھے کے ہاتھ میں مشعل، لوگ تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر وہ خود کچھ فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔

۱۷۔ دُشمن کے ساتھ بے موقع نرمی کرنا اُسے شیر بنانا ہے۔

۱۸۔ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ اُس کی تنگی اور پریشانی میں پکڑتا ہے۔

۱۹۔ عقل مند اور بے وقوف میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے۔ عقل مند اپنا عیب خود دیکھ لیتا ہے جب کہ بے وقوف کا عیب ساری دُنیا دیکھتی ہے۔

۲۰۔ اپنے اچھے عمل سے کسی کو دلی خوشی دینا، اُن ہزار سجدوں سے بہتر ہے جس کے پیچھے رنج چُھپا ہو۔

شیخ سعدی کے یہ اقوال مختصر ضرور ہیں، لیکن ان کے پیچھے زمانے بھر کی گہرائی اور حکمت چُھپی ہوئی ہے۔ اگر ہم انھیں ذہن میں بٹھا کر ان نصیحتوں پر عمل کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیابی نہ حاصل کرسکیں۔

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) اپنے اچھے عمل سے کسی کو خوشی دینے سے کیا فائدہ ہوگا؟

(ب) شیخ سعدی کا اصل نام کیا تھا؟

(ج) شیخ سعدی کس شہر میں پیدا ہوئے؟

(د) ان کی کون سی دو کتابیں بے حد مقبول ہیں؟

(ہ) بے وقوف کا عیب کسے نظر آتا ہے؟

(و) سعدی نے خدا کا شکرادا کرنے کے لیے کیا کہا؟

(ز) کسی دوست کے دشمن کے ساتھ دوستی رکھنا کیسا ہے؟

۲۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) عقل منداور......................میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے۔

سمجھ دار | بے وقوف | چالاک | گھاگ

(ب) بات اس وقت کر جب تجھے............ہو کہ اثر ہوگا۔

علم | خبر | یقین | گمان

(ج) بادشاہوں کو وہی..........کرسکتا ہے جسے نہ اپنے سر کا خوف ہو اور نہ مال کی تمنا۔

آگاہ | مائل | قائل | نصیحت

(د) شیخ سعدیؒ نے نظمیں بھی کہیں اور ....میں بھی لکھا۔

نثر | اخبار | ڈائجسٹ | فلم

(ہ) دُنیا کی کئی زبانوں میں اِن کتابوں کے..............ہو چکے ہیں۔

مطالبے | تقاضے | تراجم | چرچے

(و) دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ اُس کی..........اور پریشانی میں پکڑتا ہے۔

خستہ حالی | تنگی | بیماری | خوش حالی

۳۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے جب کہ غلط پر (X)

(الف) اپنے اچھے عمل سے کسی کو دلی خوشی دینا، ہزار سجدوں سے بہتر ہے۔
(ب) بے فائدہ بات کرنے سے انسان کی قدر بڑھتی ہے۔
(ج) نادان آدمی غبارے کی مانند ہوتا ہے، پھول کر پھٹ جاتا ہے۔
(د) جو بُری صحبت میں بیٹھتا ہے، اس کی سوچ کبھی اچھی نہ ہوگی۔

۴۔ شیخ سعدی کے اقوال کی روشنی میں دس جملوں پر مشتمل ایک مضمون تیار کیجیے۔

۵۔ دیے گئے الفاظ کے جملے بنائیے:

★ حروفِ استفہامیہ

وہ الفاظ جو کسی سے کوئی بات پوچھنے یا سوال کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، انھیں حروفِ استفہامیہ کہا جاتا ہے، جیسے:

(الف) یہ کون ہے؟ (ب) وہ کیا کرتا ہے؟
(ج) تم کیوں آئے ہو؟ (د) وہ کب لاہور جائے گا؟
(ہ) اس بات کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے؟

ان جملوں میں کون، کیا، کیوں، کب اور کس طرح حروفِ استفہامیہ ہیں۔ ان کے علاوہ کیسے، کہاں، کدھر، کتنا بھی حروفِ استفہامیہ ہیں۔

۶۔ آپ ایسے پانچ جملے لکھیے جن میں حروفِ استفہامیہ استعمال کیے گئے ہوں۔

طلبہ شیخ سعدی کے کوئی چار اقوال یاد کریں۔ ہر طالب علم سے الگ الگ اقوال کا چارٹ بنا کر کلاس میں لگائیے۔

ہر طالب علم سے الگ الگ حروفِ استفہامیہ کے استعمال کی مشق کرائی جائے اور نئے جملے بنوائیے۔

آفتاب

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو دُرست تلفّظ کے ساتھ پڑھیں گے۔
۲۔ ترنّم سے پڑھیں گے۔
۳۔ متضاد الفاظ سے واقفیت حاصل کریں گے۔
۴۔ فطری منظر نگاری سے لطف اندوز ہوں گے۔

اے آفتاب تجھ سے ہے رونق جہان میں
پھیلا ہے تیرا نور زمین آسمان میں

مشرق سے تو نکلتا ہے کس آن بان سے
چہرہ ہے زرد چاند کا بھی تیری شان سے

سب سو رہے تھے شام سے سنسان تھا جہاں
اورتھی جہاں کے باغ میں چھائی ہوئی خزاں

آنے سے تیرے آئی زمانے میں کیا بہار
جاری تمام ہو گئے دُنیا کے کاروبار

نکلا جو تو تو شور سا دُنیا میں مچ گیا
باغوں میں چہچہائے پرندے ہزارہا

خوش سب ہیں بندگی میں، کوئی دل نہیں اُچاٹ
مسجد میں ہے نماز تو مندر میں پوجا پاٹ

سارا جہان دن کو تری جلوہ گاہ ہے
سچ تو ہے یہ زمانے کا تو بادشاہ ہے

روشن ترے ہی نور سے ہوتے ہیں سب جہاں
گرمی سے تیری پکتی ہیں غلے کی کھیتیاں

گر تو نہ ہو اندھیر یہ سارا جہاں رہے
دنیا میں زندگی کا نہ نام و نشان رہے

اے آفتاب! تجھ سا بنا دے خدا مجھے
علم و ہُنر کا نور کرے وہ عطا مجھے

(عبدالمجید سالکؔ)

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) جہان میں رونق کس سے ہے؟

(ب) سورج کس سمت سے نکلتا ہے؟

(ج) سورج نکلنے سے دنیا میں کیا ہوجاتا ہے؟

(د) سورج زمانے کا کیا ہے؟

(ہ) زمانے میں سورج کے نہ ہونے سے کیا ہو؟

(و) آفتاب کی تیزی سے کیا چیز پکتی ہے؟

۲۔ دیے گئے بیانات کے درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) سورج سے دُنیا میں ہے:

دولت رونق عزّت نعمت

(ب) سورج طلوع ہوتا ہے:

مشرق سے مغرب سے شمال سے جنوب سے

(ج) سورج کی روشنی سے پکتی ہیں:

کھیتیاں پتیاں سبزیاں پھلواریاں

(د) سچ تو ہے یہ زمانے کا تو ہے:

شاہزادہ بادشاہ حاکم مالک

(ہ) سب سو رہے تھے شام سے' سنسان تھا:

بازار اسپتال پارک جہان

(و) خوش سب ہیں بندگی میں' کوئی دل نہیں:

اُچاٹ خالی بیمار بے کار

۳۔ دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) نکلا جو تو تو..........سا دنیا میں مچ گیا

زور شور نور قہر

(ب) چہرہ ہے ....چاند کا بھی تیری شان سے

زرد سرد پھیکا ماند

(ج) آنے سے تیرے آئی ....میں کیا بہار

دنیا شہر زمانے ٹھکانے

(د) سچ تو یہ ہے، زمانے کا تو.........ہے

بادبان شادمان بادشاہ عالم پناہ

(ہ) علم و ہنر کا.............کرے وہ عطا مجھے

شعور سرور نور غرور

(و) گر تو نہ ہو..........یہ سارا جہاں رہے

بے نور بے نشاں اندھیرا پُرنور

۴۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے :

گرمی اندھیرا فرق زندگی شام

۵۔ نظم کے مطابق "کالم الف" کے مصرعوں کو "کالم ب" کے درست مصرعوں سے ملائیے:

کالم الف	کالم ب
آنے سے تیرے آئی زمانے میں کیا بہار	علم و ہنر کا نور کرے وہ عطا مجھے
روشن تیرے ہی نور سے ہوتے ہیں سب جہاں	چہرہ ہے زرد چاند کا بھی تیری شان سے
اے آفتاب! تجھ سا بنا دے خدا مجھے	جاری تمام ہو گئے دُنیا کے کاروبار
مشرق سے تو نکلتا ہے کس آن بان سے	سچ تو ہے یہ زمانے کا تو بادشاہ ہے
سارا جہاں دن کو تیری جلوہ گاہ ہے	گرمی سے تیرے ہی پکتی ہیں سب کھیتیاں

سورج اور چاند کے دو کردار طلبہ ادا کریں اور ان کے مکالمے ادا کریں۔

سورج کے فوائد کے بارے میں طلبہ کے درمیان چارٹ سازی کا مقابلہ کروائیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ تحریکِ پاکستان میں خواتین کے کردار کے بارے میں جانیں گے۔
۲۔ الفاظ کے متضاد بنائیں گے۔
۳۔ تحریکِ پاکستان کی کسی خاتون کارکن پر دس سطریں لکھیں گے۔
۴۔ ادھورے جملوں کو مکمل کریں گے۔
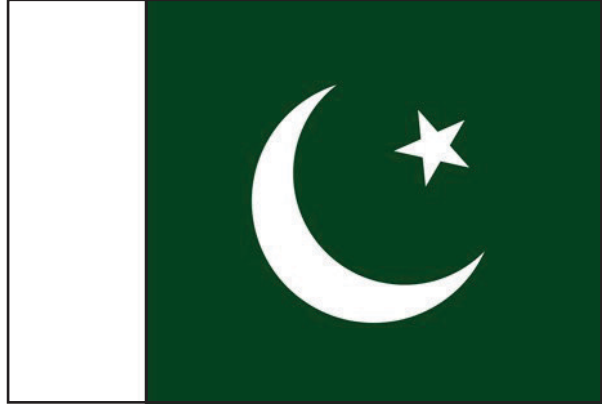
''ابھی میرے بوڑھے ہاتھوں میں اتنی قوت ضرور باقی ہے کہ تم دونوں کا گلا گھونٹ سکوں اور اگر تم نے انگریز سے معافی مانگی تو میں واقعی تم دونوں کا گلا گھونٹ دوں گی۔''

یہ تحریر ایک اَسّی سالہ خاتون کی تھی جو اُنھوں نے اپنے جواں سال بیٹوں کو ایک خط کی صورت میں بھیجی تھی۔ سفر کے دوران جب اِنھیں یہ بتایا گیا کہ اُن کے دو بیٹوں نے یہ اقرار کرلیا ہے کہ ''انھوں نے ہی مسلمانوں کو بغاوت پر اُبھارا ہے اور یہ کہ وہ برٹش حکومت سے معافی مانگنے پر تیار ہیں۔''

اس عظیم خاتون کو قوم نے ''اُم الاحرار'' کے خطاب سے نوازا' بیٹوں نے 'بوا' کہا' پوتوں اور پوتیوں نے انھیں 'بی اماں' کہا اور پھر وہ پوری قوم کی بی اماں بن گئیں۔

اصلی نام آبادی بانو تھا۔ ۱۸۵۲ء میں امروہہ ضلع مُراد آباد میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے دادا' پردادا شاہانِ دہلی کے دربار میں وزارت کے منصب پر فائز تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو آپ پانچ سال کی تھیں۔ آپ کے خاندان کے ڈھائی سو مردوں کو گولیوں سے اُڑا دیا گیا جب کہ سیکڑوں مردوں کو دلّی میں پھانسی پر لٹکا دیا جو بہادر شاہ ظفر کی فوج کے ساتھ مل کر انگریزوں سے لڑنے میں مصروف تھے۔ پھانسی کے بعد ان کے سروں کو دِلّی کے خونی دروازے پر

لٹکا دیا گیا۔ آبادی بیگم کے سگے ماموں کو بھی پھانسی پر لٹکایا گیا۔ خوش قسمتی سے آپ کے والد بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور وہ اہل خانہ کے ساتھ رام پور چلے گئے۔

رام پور میں قیام کے دوران آبادی بیگم کی شادی ناگپور کے ایک غیر سیاسی خاندان کے فرد، ایک مقتدر افسر عبدالعلی خان سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹی اور پانچ بیٹے پیدا ہوئے۔ بدقسمتی سے رام پور میں چیچک کی وبا پھیل گئی تو آپ کے شوہر بھی اس کی لپیٹ میں آئے اور اگست ۱۸۸۰ ء میں چل بسے۔ یوں آپ صرف ۲۸ برس کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ آپ نے دوسری شادی نہ کی اور اپنے آپ کو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے وقف کر دیا۔ آپ کے بیٹوں میں سب سے چھوٹا محمد علی صرف دو سال کا تھا۔ بچوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنا آپ کا سب سے بڑا خواب تھا۔ جلد ہی آپ کا بڑا بیٹا ذوالفقار انگریزی اسکول میں تعلیم حاصل کرنے لگا۔ اب بی اماں نے اپنے دوسرے بیٹے شوکت علی کو اِسی انگریزی اسکول میں داخل کرانا چاہا تو آپ کے دیور اور مالی سرپرست نے یہ کہہ کر انکار کر دیا:

''ہمارے خاندان میں ایک ملحد ہی کافی ہے۔''

بی اماں نے اُن کے اِس فیصلے کو سختی سے رد کر دیا۔ دوسرے دن ہی اپنا بچا کچا زیور گروی رکھ آئیں اور شوکت علی کی تعلیم کا بندوبست کیا۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جس زمانے میں تحریک خلافت زوروں پر تھی، بی اماں کے دو بیٹے محمد علی اور شوکت علی پورے ملک میں 'علی برادران' کے نام سے خاصی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ اس وقت آپ اسّی سال کی بوڑھی ہو چکی تھیں لیکن آپ کا عزم اُس وقت بھی جوان تھا۔ آپ نے کئی اہم موقعوں پر اپنے گرفتار بیٹوں کی نمائندگی کی۔ مثلاً آپ نے ۱۹۱۳ء میں کول کتہ میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اور اپنے بیٹے مولانا محمد علی جوہر کی نمائندگی کی جو اس وقت جیل میں تھے۔ یوں تو آپ نے برقعہ اُتارے بغیر ہی اجلاس سے خطاب کیا لیکن آپ پہلی مسلم خاتون تھیں جنھوں نے پہلی بار کسی مردانہ جلسے سے خطاب کیا۔

اِسی طرح جس زمانے میں علی برادران جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بی اماں، جو ضعیفی اور علالت کی وجہ سے بستر سے قدم بھی نہیں اتار سکتی تھیں، وہ ہمت کر کے اُٹھ کھڑی ہوئیں اور دلیرانہ انداز میں پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور تحریک کے لیے چندہ جمع کیا۔ سفر کے دوران جب آپ کو یہ بتایا گیا کہ مولانا محمد علی اور شوکت علی دونوں نے یہ قبول کر لیا ہے کہ انھوں نے ہی مسلمانوں کو بغاوت پر اُبھارا ہے اور یہ کہ وہ برٹش حکومت سے معافی مانگنے پر تیار ہیں، تو بی اماں نے بیٹوں کے نام فوراً ایک خط لکھا: ''اگر تم نے معافی مانگی تو میں تم دونوں کا گلا گھونٹ دوں گی۔''

اسی زمانے میں سہارن پور کے ایک گمنام شاعر منشی نور محمد نے چھے بندوں پر مشتمل ایک نظم ''صدائے خاتون''

تحریک کی جس کے یہ بول پورے ہندوستان کا نعرہ بن گئے :

بولیں اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو
کلمہ پڑھ کے پھانسی پر چڑھنا
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

ستمبر ۱۹۲۱ ء میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور کچھ دوسرے مسلمان راہ نماؤں کو حکومت نے گرفتار کر لیا اور ان پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ اس مقدمے کی سماعت کراچی کے خالق دینا ہال میں ہوئی۔ نومبر ۱۹۲۱ ء میں مولانا محمد علی جوہر اور ان کے ساتھیوں کو دو دو سال قید با مشقت کی سزا کا حکم سنا دیا گیا۔

بی اماں کو لفظ 'آزادی' سے کتنا لگاؤ تھا اس کا اندازہ آپ کے اس خطاب سے کیا جا سکتا ہے جو آپ نے جامعہ ملیہ کے بھرے جلسۂ عام سے کیا تھا۔ آپ نے کہا:

''آج میں اپنا برقعہ پھینک کر آپ لوگوں کے سامنے آ گئی ہوں کیوں کہ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد آزادی حاصل کرنا ہے۔ میں آزادی کا وہ منظر دیکھنا چاہتی ہوں جب لال قلعے سے یونین جیک اُتر آئے اور اس کی جگہ مسلمانوں کا پرچم لہراتا نظر آئے جسے برٹش راج نے اتار پھینکا تھا۔''

۱۱ مارچ ۱۹۲۴ ء کو بی اماں کو اپنی پیاری پوتی آمنہ بنت مولانا محمد علی کی ناگہانی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ وہ اپنی بہو کو دلاسہ دیتے دیتے خود ہی ۱۳ نومبر ۱۹۲۴ ء کو خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئیں۔ آپ نے بڑی عمر کے ساتھ بڑا عزم و حوصلہ پایا جو آپ ہی کی طبیعت کا خاصّہ تھا۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) بی امّاں کا اصل نام کیا تھا؟

(ب) انھوں نے شوکت علی کی تعلیم کے لیے کیا کیا؟

(ج) اُن کے خاندان کے کتنے افراد کو گولیوں سے اُڑا دیا گیا؟

(د) بی امّاں کے شوہر کا کیا نام تھا؟

(ہ) جب شوہر کا انتقال ہوا تو اس وقت بی امّاں کی عمر کیا تھی؟

(و) دونوں بھائیوں نے کس نام سے شہرت پائی؟

(ز) جب بی امّاں نے دونوں کے معافی نامے کا سنا تو کیا کہا؟

(ح) علی برادران کو کتنے سال قید کی سزا سنائی گئی؟

۲۔ دیے گئے لفظوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) جان بیٹا.......... پر دے دو۔

عزت | خلافت | شہرت | دولت

(ب) آبادی بیگم کی شادی .... کے ایک غیر سیاسی خاندان میں ہوئی۔

ناگ پور | شکار پور | محراب پور | کان پور

(ج) والد کے انتقال کے وقت محمد علی کی عمر .... تھی۔

چھے ماہ | ایک سال | دو سال | سات سال

(د) ’’ابھی میرے .... ہاتھوں میں قوّت باقی ہے۔‘‘

طاقتور | مضبوط | بزرگ | ضعیف

(ہ) آپ نے ۔۔۔۔۔ اُتارے بغیر ہی اجلاس سے خطاب کیا۔

چادر | برقعہ | شال | کمبل

(و) دونوں نے قبول کرلیا کہ انھوں نے ہی مسلمانوں کو........... پر اُبھارا ہے۔

اطاعت | فرماں برداری | لڑائی | بغاوت

۳۔ درج ذیل کے متضاد الفاظ لکھیے :

الفاظ	برباد	قدیم	بلند	سزا	خوب صورت	اندھیرا	زرخیز	قدرتی
متضاد								

۴۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے :

بیماریاں — عام — پہاڑیاں — سفیر

افواج — افراد — ناظم — وزرا

۵۔ کالم الف کے جملوں کو کالم ب کے جملوں سے ملایئے :

کالم الف	کالم ب
شوکت علی کو انگریزی اسکول میں بٹھانا چاہا	اُن پر مقدمات چلانے کا حکم دیا۔
جب آپ کے دو بیٹے علی برادران	بستر سے قدم بھی باہر نہ نکال سکتی تھیں۔
دوسرے مسلمان راہ نماؤں کو گرفتار کر کے	کہلانے لگے تو بی اماں اسّی سال کی ہو چکی تھیں۔
امجدی بیگم کو دلاسا دلاتے دلاتے	آپ کے والد بچ نکلنے میں کام یاب ہو گئے۔
آپ علالت کی وجہ سے	تو دیور اور مالی سرپرست نے انکار کر دیا۔
خوش قسمتی کی وجہ سے	خود ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں

۶۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگایئے :

(الف) بی اماں ضلع حیدر آباد میں پیدا ہوئیں۔
(ب) شوکت علی اور محمد علیؒ بی اماں کے بیٹے تھے۔
(ج) بی اماں ہمیشہ برقعہ پہن کر تقریر کرتی تھیں۔
(د) عدالت نے علی برادران کو چھے چھے سال کی سزا دی۔
(ہ) پھانسی کے بعد لوگوں کے سروں کو خونی دروازے پر لٹکایا گیا۔
(و) رام پور میں ہیضے کی وبا پھیل گئی تھی۔
(ز) بی امّاں کا انتقال ۱۹۲۴ء میں ہوا۔
(ح) بی اماں انگریزوں سے معافی مانگنے کے خلاف تھیں۔
(ط) بی اماں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔

۷۔ پاکستان کے حوالے سے کسی خاتون کی خدمات پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

تحریک پاکستان میں حصہ لینے والی دیگر خواتین کے بارے میں معلومات کا تبادلہ کریں۔

تحریک پاکستان کی خواتین کے بارے میں طلبہ کو آگاہی دیجیے نیزان کی تصاویر بھی جمع کیجیے۔

یومِ آزادی

حاصلاتِ تعلم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ تہوار کی اہمیت کو بیان کریں گے۔
۲۔ یومِ آزادی پر ایک مضمون لکھیں گے۔
۳۔ تذکیر و تانیث کی شناخت کریں گے۔

پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے، یہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا۔ اس دن کو ہم یوم آزادی کے طور پر مناتے ہیں، یہ ہمارا قومی تہوار ہے۔ کسی خوشی کے مبارک دن کو تہوار کہتے ہیں، یومِ آزادی پر پورے ملک میں عام کاروبار بند رہتا ہے۔ اسکولوں، کالجوں اور دفتروں میں چھٹی ہوتی ہے۔ سب لوگ مل کر خوشی مناتے ہیں۔ دنیا کی سب ہی قومیں اپنے طور پر اپنے قومی دن کو تہوار کے طور پر شان دار طریقے سے مناتی ہیں۔

ہم بھی اپنے وطن کے قومی دن کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ مناتے ہیں اس لیے کہ یہ دن بڑا تاریخ ساز ہے۔ یہ ہمارے لیے آزادی کا پیغام اور پاکستان کا تحفہ لے کر آیا تھا۔

ہر سال ۱۴ اگست، ہمارے لیے خوشیوں کا پیغام لاتا ہے۔ یومِ آزادی کے جشن کو منانے کی تیاریاں کئی روز پہلے شروع کر دی جاتی ہیں، کہیں لوگ جھنڈیاں بنا رہے ہیں تو کہیں قومی پرچم تیار کیے جا رہے ہیں۔ عمارتوں پر روشنی کی خاطر برقی قمقمے لٹکائے جا رہے ہیں۔ شہر ہو یا گاؤں، آزادی منانے کے لیے ہر جگہ بھرپور گہما گہمی شروع ہو جاتی ہے۔ سب جگہ ایک ہی انداز کا جوش ہوتا ہے۔

۱۴/اگست کی صبح پاکستان بھر میں لاکھوں لوگ نمازِ شکرانہ ادا کرتے ہیں اور وطنِ عزیز کی ترقی اور خوش حالی کے لیے خصوصی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں آزادی کی تقریبات کا آغاز پارلیمنٹ ہاؤس کی خوب صورت عمارت سے ہوتا
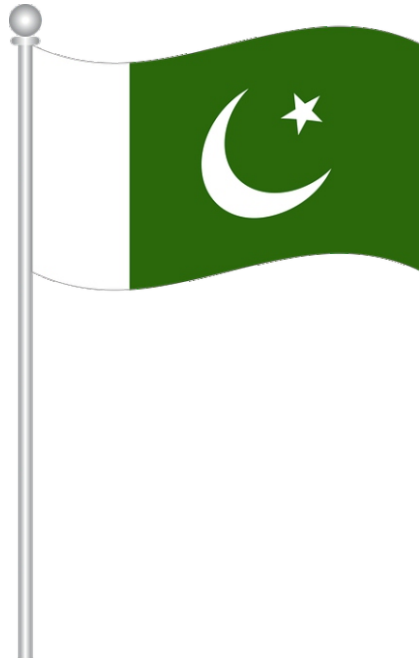
ہے۔اس کے سبزہ زار میں وزیراعظم پاکستان قومی پرچم لہراتے ہیں' اس کے ساتھ ہی قومی ترانے کی دُھن پیش کی جاتی ہے' تلاوت قرآن پاک اور نعت خوانی کے بعد وزیراعظم قوم سے خطاب کرتے ہیں۔اس کے بعد زرق برق لباس پہنے' ننھے مُنّے بچے قومی نغمے اور ٹیبلو پیش کرتے ہیں۔ یہ پوری تقریب ٹیلی وژن پر براہ راست دکھائی جاتی ہے۔ریڈیو پر اس تقریب کا آنکھوں دیکھا حال نشر کیا جاتا ہے۔ناشتا کر کے بچے' بوڑھے اور جوان سب ہی ریڈیو اور ٹیلی وژن پر اس تقریب کو بڑے شوق سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔

کراچی میں لوگ صبح ہی سے قائداعظم محمد علی جناح اور لاہور میں علامہ محمد اقبال کے مزار پر پھول چڑھاتے ہیں اور قوم کے ان عظیم راہ نماؤں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے لیے دُعائے مغفرت کے ساتھ وطنِ عزیز کی سلامتی اور اس کی ترقی و کامرانی کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ یہاں فوجی گارڈز کی تبدیلی کا منظر بھی قابل دید ہوتا ہے۔اس موقعے پر جب ہمارے اسکاؤٹس خوش نما وردیاں پہنے قومی پرچم اور مختلف بینر لیے قطار در قطار فوجی انداز میں باوقار انداز سے مارچ کرتے ہیں تو یہ منظر خوش کن ہوتا ہے۔لوگ انھیں دیکھ کر خوش ہوتے اور تالیاں بجا کر خوب داد دیتے ہیں۔

اِس تقریب کے ساتھ ساتھ ہر صوبے میں صوبائی سطح پر اور ضلعوں میں ضلعی سطح پر رنگا رنگ تقریبات شروع ہو جاتی ہیں۔اس دوڑ میں کوئی بھی پیچھے نہیں رہتا۔ آزادی کے جشن کو منانے کے لیے سب چہرے روشن اور جسم توانا ہوتے ہیں۔طلبہ اور طالبات کے پی ٹی شوز' کھیلوں کے مقابلے' کُشتیاں' ملاکھڑے' گھڑ دوڑ اور نیزہ بازی کے مقابلے بھی منعقد ہوتے ہیں۔بعض ادارے کلچرل شو منعقد کراتے ہیں۔شام ہوتے ہی ملک میں چراغاں قابلِ دید ہوتا ہے۔بڑی بڑی عمارتیں دُلہن کی طرح سجائی جاتی ہیں' جہاں کھڑے ہو جائیں' وہاں سے ہٹنے کو قطعی جی نہیں چاہتا۔لوگ رات گئے تک گھومتے پھرتے اور آزادی کی تقریب سے محظوظ ہوتے ہیں۔

آپ نے کبھی سوچا کہ ہم اس دن اتنی خوشی کیوں مناتے ہیں؟ اس لیے کہ یہ ہماری آزادی کا دن ہے۔ اسی دن ہم نے اپنے عظیم راہ نما قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اپنا پیارا وطن پاکستان حاصل کیا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اس مُقدّس سرزمین پر ہمارا سبز ہلالی پرچم پہلی بار فضا میں بلند ہوا' اور ہم ایک باعزت قوم کی حیثیت سے آزاد قوموں کی صف میں شامل ہوئے۔

ہمارے بزرگوں نے پاکستان کے حصول کے لیے قربانیاں دیں اور بڑے دکھ جھیلے' تب کہیں جا کر ہمیں یہ ملک نصیب ہوا۔اب کیوں نہ اس دن کو آزادی کے تہوار کے طور پر منا کر ہم اپنے آپ کو ایک باوقار قوم کے طور پر پیش کریں۔آزادی کے دن ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ اپنے وطن کی سربلندی کے لیے دن رات ان تھک محنت کریں گے اور اپنے بزرگوں کے اس دیے کو بھرپور روشن رکھیں گے۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) قومی تہوار کسے کہتے ہیں؟

(ب) چودہ اگست کے دن کی تیاریاں کس طرح کی جاتی ہیں؟

(ج) اس دن کی تقریبات کا آغاز کس طرح ہوتا ہے؟

(د) اس دن ہم اتنی خوشی کیوں مناتے ہیں؟

(ہ) چودہ اگست کا دن ہمیں کیا یاد دلاتا ہے؟

(و) قومی ترانہ سنتے ہی ہم سب کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں؟

۲۔ درج ذیل لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

چہل پہل گہما گہمی سربلند زرق برق اہتمام جدوجہد

۳۔ 'غائب' سے ایک نیا لفظ 'غائبانہ' بنا۔ اسی طرح ذیل کے لفظوں سے نئے لفظ بنائیے:

جاہل ظالم فاتح امیر حاکم شاہ بزدل دوست

۴۔ درست لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہ پر کیجیے:

(الف) وہ بڑا خوش نصیب ہے جس نے حج کی ....حاصل کی۔

دولت ۔ عظمت ۔ سعادت

(ب) ۱۴ اگست کا دن خوشیوں کا ....لے کر آتا ہے۔

انعام ۔ پیغام ۔ انجام

(ج) ننھے منے بچے ....لباس میں بڑے اچھے لگتے ہیں۔

زرق برق ۔ نئے پرانے ۔ رنگ برنگے

(د) ہمارا سبز ہلالی پرچم پہلی بار ....میں بلند ہوا۔

ہوا ۔ اسمبلی ۔ فضا

(ہ) یہ دن ہمارے لیے آزادی کا ....لے کر آیا تھا۔

جھنڈا ۔ تحفہ ۔ کپڑا

۵۔ دیے گئے بیانات میں سے درست پر (✓) نشان لگائیے۔

(الف) یہ پوری تقریب ٹیلی وژن پر دکھائی جاتی ہے:

عمومی طور پر — براہِ راست — خصوصی انداز میں — ریکارڈ کر کے

(ب) اس دن عام کاروبار بند رہتا ہے:

سبزی کا — کپڑے کا — زندگی کا — شام کو

(ج) سب لوگ مل کر مناتے ہیں:

جشن — سال گرہ — عید — خوشی

(د) شام ہوتے ہی ملک میں قابلِ دید ہوتا ہے:

چراغاں — ڈنر — نظارہ — سہارا

(ہ) قومی ترانے کی پیش کی جاتی ہے:

طرز — ریکارڈنگ — سی ڈی — دُھن

★ دو جملوں کو ایک بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلے جملے کے شروع میں 'چوں کہ' اور دوسرے کے شروع میں 'اس لیے' لگاتے ہیں۔ مثلاً سعدیہ نے محنت کی تھی۔ وہ کام یاب ہوگئی۔

چوں کہ سعدیہ نے محنت کی تھی اس لیے وہ کام یاب ہوگئی۔

آپ اس طرح کے پانچ جملے بنائیے:

قومی پرچم لہرانے اور قومی ترانے کے آداب کلاس میں سنائیے۔

طلبہ کے درمیان یومِ آزادی پر تقریری اور معلومات کے مقابلے منعقد کروائیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو ترنم اور لے سے پڑھ سکیں گے۔
۲۔ نظم پڑھ کر یاد کریں گے اور دوستوں کو سُنائیں گے۔
۳۔ مصرعوں کو سادہ نثر میں تبدیل کریں گے۔
۴۔ نظم کے پیغام کو پانچ سطروں میں بیان کریں گے۔

اپنے وطن کی شان بڑھاتے ہوئے چلو
اِس پاک سر زمین کو سجاتے ہوئے چلو

ہر سمت پھیل جائے اُخوّت کی روشنی
بغض و حسد کو دل سے مٹاتے ہوئے چلو

جاہل کوئی بھی شخص وطن میں نہ رہنے پائے
علم و ہُنر کی شمعیں جلاتے ہوئے چلو

چرچے ہوں چاروں سمت تمھارے ہی دوستو!
اپنے چلن کو ایسا بناتے ہوئے چلو

دشمن جو سر اُٹھائے، اُٹھانے نہ دو کبھی
سب دشمنوں کو اپنے مٹاتے ہوئے چلو

پرچم کو سر بلند رکھو آن بان سے
اب تم قدم قدم سے ملاتے ہوئے چلو

سکّہ بٹھاؤ اپنی شجاعت کا غیر پر
جوہر بہادری کے دکھاتے ہوئے چلو

انسانیت کو عام کرو اس جہاں میں
سب کو ضیاؔ سبق یہ پڑھاتے ہوئے چلو

(ضیاءالحسن ضیاؔ)

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) اخوت کا کیا مطلب ہے؟

(ب) جہالت کو کیسے مٹایا جا سکتا ہے؟

(ج) شجاعت کا سکّہ کیسے بٹھایا جا سکتا ہے؟

(د) وطن کی شان کیسے بڑھائی جا سکتی ہے؟

(ہ) نظم میں بچوں کے لیے کیا پیغام موجود ہے؟

۲۔ سبق کے حوالے سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) پرچم کو رکھا جاتا ہے:

(الف) اونچا　(ب) سادہ　(ج) رنگین　(د) سربلند

(ب) دشمن کو نہ اٹھانے دینا:

(الف) مال　(ب) ہاتھ　(ج) ہتھیار　(د) سر

(ج) جوہر دکھاتے چلو:

(الف) بہادری کے　(ب) علم کے　(ج) ہمّت کے　(د) عظمت کے

(د) ہر سمت پھیل جائے روشنی:

(الف) بلب کی　(ب) سیور کی　(ج) سورج کی　(د) اخوت کی

(ہ) علم و ہنر کی جلاتے چلو:

(الف) بتیاں　(ب) شمعیں　(ج) مشعلیں　(د) ٹیوب لائٹیں

۳۔ دیے گئے جملوں میں خالی جگہ دُرست لفظ سے پُر کیجیے۔

(الف) انسانیت کو عام کرو اس...........میں

وطن　جہاں　گھر　آسمان

(ب) اس پاک سرزمین کو.............ہوئے چلو

ملاتے　بناتے　سجاتے　بچاتے

(ج) اپنے وطن کی ....بڑھاتے ہوئے چلو

آن	بان	شان	جان

(د) سکہ بٹھاؤ اپنی..............کا غیر پر

ہمت	غیرت	رفاقت	شجاعت

(ہ) سب ....کو اپنے مٹاتے ہوئے چلو

دشمنوں	عزیزوں	رقیبوں	حاسدوں

۴۔ نظم کے ان اشعار کو سادہ نثر میں تبدیل کیجیے:

چرچے ہوں چاروں سمت تمھارے ہی دوستو!
اپنے چلن کو ایسا بناتے ہوئے چلو!
انسانیت کو عام کرو اس جہاں میں
سب کو ضیاؔ سبق یہ پڑھاتے ہوئے چلو

۵۔ دیے گئے الفاظ کے معنی لکھیے اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

اخوّت - آن بان - ضیا - شجاعت - سکّہ - چلن - بغض

۶۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

دشمن - انسان - اسباق - شمعیں - نفرتیں - قدم

۷۔ اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

کسی مشہور ملّی نغمے کو ترنّم اور لے کے ساتھ یاد کروائیے۔

طلبہ کو ملی نغمے لکھنے والے دیگر شعرا سے متعارف کرائیں اور دو تین ملّی نغموں کے بول سے آگاہ کیجیے۔

وادئ زیارت

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ پاکستانی علاقوں کے بارے میں بیان کریں گے۔
۲۔ کسی تفریحی مقام کے بارے میں دس جملے لکھیں گے۔
۳۔ اسمِ نکرہ کی شناخت کریں گے۔
۴۔ نئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں گے۔

پاکستان کا صوبہ بلوچستان، آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے چھوٹا صوبہ ہے مگر رقبے کے لحاظ سے تمام صوبوں سے بڑا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے بلوچستان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ یہاں معدنیات سے مالا مال پہاڑ ہیں۔ وسیع ریگستان اور زرخیز میدان ہیں۔ یہاں کے لوگ چاروں موسموں سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ صوبے کے بعض حصوں میں شدید گرمی پڑتی ہے تو بعض حصے سردیوں میں برف سے ڈھک جاتے ہیں۔

مجموعی طور پر بلوچستان میں پانی کی قلت ہے مگر جہاں جہاں پانی میسر ہے وہاں قدرت اور محنتی لوگوں نے زمین کو جنت کا نمونہ بنا دیا ہے۔ بلوچستان میں کئی خوب صورت وادیاں ہیں جن میں ایک وادیِ زیارت بھی ہے۔ زیارت کی وادی اپنے قدرتی حُسن اور خُوش ذائقہ پھلوں کی پیداوار کے لحاظ سے سرِ فہرست ہے۔

زیارت، بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ سے ایک سو تینتیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے جب کہ سطحِ سمندر سے سوا آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ زیارت کی آب و ہوا بہت خوش گوار ہے۔ یہاں صنوبر کے قدیم ترین جنگلات پائے جاتے ہیں۔ صنوبر کی خاص قسم کے یہ درخت وادیِ زیارت کی پہچان بن گئے ہیں۔ ان درختوں کی لکڑی سے کئی چیزوں کے علاوہ پنسلیں بھی تیار کی جاتی ہیں۔

زیارت شہر سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر مُلّا طاہر خرواری بابا کی درگاہ ہے۔ انھی بزرگ کی نسبت سے یہ مقام زیارت کے نام سے مشہور ہوا۔ زیارت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے۔ انگریزی دور کی بنی ہوئی عمارت جس میں قائداعظمؒ نے بیماری کی حالت میں قیام فرمایا، زیارت ریزیڈنسی کہلاتی ہے۔ یہاں قیام کے دوران جو چیزیں بابائے قوم کے زیرِ استعمال رہیں وہ اس عمارت میں محفوظ کردی گئی ہیں اور اس عمارت کو قومی ورثہ قرار دے دیا گیا ہے۔

زیارت کے اردگرد بھی بہت سے خوب صورت مقامات ہیں جن میں کوہِ خلیفت کی بلند ترین چوٹی اور سنڈیمن تنگی کا آبشار خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ تنگی کو دیکھ کر ایسے لگتا ہے جیسے پہاڑ کسی وجہ سے شق ہوگیا ہو۔ اس کے اندر داخل ہوں تو آگے کسی حد تک اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اندھیرے سے آگے نکلیں تو روشن جگہ پر چھوٹا سا خوب صورت آبشار نظر آتا ہے۔ اس آبشار کے پانی سے قریب کے باغات کو سیراب کیا جاتا ہے۔ آبشار والے مقام سے اُوپر چڑھ کر آگے جانا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ زندرہ، احمدون، مُنہ اور گوگی یہاں کی انتہائی زرخیز وادیاں ہیں۔

زیارت کو بجا طور پر پھلوں کی وادی کہا جاتا ہے۔ یہاں سیب، خوبانی، انگور، انار، آڑو اور چیری کے باغات کثرت سے ہیں۔ یہاں کے پھل ذائقے کے لحاظ سے دنیا بھر میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

زیارت کے محنتی لوگوں نے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو ہموار کر کے باغات لگا رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ندیوں کے کناروں پر یہ لوگ پتھر سے دیواریں بناتے ہیں۔ دیواروں کو تیز پانی سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے دونوں طرف درخت لگا دیتے ہیں یہ درخت پتھر کی دیواروں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ دُور دراز سے زرخیز مٹی لا کر ہر چار دیواری میں بھر دیتے ہیں اور اُن میں پھل دار درخت لگا دیتے ہیں۔ ان باغات کو چھوٹے بڑے چشموں اور ندیوں سے آنے والا پانی سیراب کرتا ہے۔

زیارت کے لوگ پڑھے لکھے، ملن سار اور مہمان نواز ہیں۔ سجی، لاندی اور روش (روسٹ) یہاں کے مشہور پکوان ہیں جو کھانے میں بڑے مزے دار ہوتے ہیں۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) زیارت ریذیڈنسی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) وادیِ زیارت کوئٹہ سے کتنی دور اور سطح سمندر سے کتنی بلند ہے؟

(ج) زیارت کے محنتی لوگ باغات کے لیے زمین کس طرح تیار کرتے ہیں؟

(د) سنڈیمن تنگی کو دیکھ کر کیا محسوس ہوتا ہے؟

(ہ) وادی، آبشار اور چشمہ کن مقامات کو کہتے ہیں؟

۲۔ سبق کے حوالے سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے چھوٹا صوبہ ہے:

(الف) پنجاب | (ب) سندھ | (ج) خیبرپختونخوا | (د) بلوچستان

(ب) رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا بڑا صوبہ ہے:

(الف) پنجاب | (ب) بلوچستان | (ج) سندھ | (د) خیبرپختونخوا

(ج) زیارت کون سے جنگلات کی وجہ سے دنیا بھر میں منفرد حیثیت رکھتا ہے:

(الف) دیودار کے | (ب) صنوبر کے | (ج) شیشم کے | (د) پاپولر کے

(د) زندرہ اور احمدون ہیں:

(الف) وادیاں | (ب) میدان | (ج) درّے | (د) پہاڑ

(ہ) زیارت کو کہا جاتا ہے:

(الف) پھولوں کی وادی | (ب) پھلوں کی وادی

(ج) درختوں کی وادی | (د) آبشاروں کی وادی

۳۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد الفاظ لکھیے۔

خشکی	مشہور	خوب صورت	روشن	زرخیز	قدرتی

۴۔ واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیے۔

جنس	مقام	معدنیات	ایام	چوٹی	جنگلات

۵۔ دیے گئے جملوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) زیارت کو بجا طور...........کی وادی کہا جاتا ہے۔

جنت	زمین	پہاڑوں	ملکہ

(ب) زیارت کے اردگرد بہت سے...............مقامات ہیں۔

خوب صورت	اہم	پہاڑی	میدانی

(ج) درختوں کی لکڑی سے...........بھی تیار کی جاتی ہیں۔

پنسلیں	کھڑکیاں	کشتیاں	چارپائیاں

(د) روشن جگہ پر چھوٹا سا خوبصورت............نظر آتا ہے۔

منظر	گھر	آبشار	ماحول

(و) مجموعی طور پر بلوچستان میں پانی کی.........ہے۔

فراوانی	جھیل	قلت	اہمیت

۶۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

ذائقہ ۔ سیراب۔ فاصلہ۔ قدرت ۔ خوش گوار ۔ پہچان

۷۔ دس سطروں میں کسی تفریحی مقام کی خاص باتیں لکھیے۔

★ درج ذیل جملوں پر غور کیجیے۔

(الف) ایک گاؤں دریا کے کنارے آباد تھا۔

(ب) حیدرآباد، دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے۔

پہلی مثال میں گاؤں اور دریا اسمِ نکرہ کی مثالیں ہیں کیوں کہ ان سے کوئی بھی گاؤں اور کوئی بھی دریا مُراد لیا جاسکتا ہے۔اس کے برعکس دوسری مثال میں حیدرآباد اور دریائے سندھ اسمِ معرفہ ہیں کیوں کہ ان سے ایک خاص شہر اور ایک خاص دریا مُراد ہیں۔

اب آپ دیے گئے اسما میں سے اسمِ نکرہ الگ کیجیے۔

قلم ۔ حیدرآباد ۔ مسجد ۔ قائداعظم ۔ لڑکا ۔ سمندر ۔ شہر ۔ اسلام آباد ۔ کوئٹہ ۔ سرفراز

سرگرمی: طلبہ کلاس میں کسی تفریحی مقام کی سیر کی روداد بیان کریں۔

ہدایت برائے اساتذہ: گروپ بنا کر ان کے سامنے چند غلط فقرات رکھیں اور ان سے وہ فقرے درست لکھوائیں۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ اسمِ ضمیر کو جملوں میں استعمال کریں گے۔
۲۔ کہانی سے لطف اندوز ہوں گے۔
۳۔ کہانی کے بنیادی خیال کو سمجھ کر پڑھیں گے۔
۴۔ اپنے لفظوں میں کہانی لکھیں گے۔

ننھی شہناز کی نویں سالگرہ قریب آ رہی تھی اور وہ بہت خوش تھی کہ اس دفعہ بھی اسے ہمیشہ کی طرح بہت سے تحفے ملیں گے اچھے اور پیارے سے پیارے قیمتی تحفے ......! لیکن اسے اپنی پسند کا تحفہ آج تک نہ ملا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ کوئی اسے ننھے منے جانور کا تحفہ دے جسے وہ پال سکے جیسے کہ بلی' کتے یا خرگوش کا بچّہ .....!

شہناز ماں باپ کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی اور سب اسے پیار سے شانو کہتے تھے اور اس کی ہر خواہش اور پسند کا خیال رکھتے تھے۔ شانو نے کئی مرتبہ ابو سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا جانور لا دیں جسے میں کچھ کھلا پلا سکوں اور میرا دل بہل جائے مگر ابو نے ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیا کہ بیٹی اس قسم کے جانور رکھنے سے گھر میں گندگی پھیلے گی۔ گھر کی چیزیں بھی خراب ہوں گی۔ دیکھو نا! ہم نے تمھیں کتنے ڈھیر سارے کھلونے لا کر دیے ہیں ان سے کھیلا کرو۔ پھر ایک روز انھوں نے شانو کے لیے روئی کے بنے ہوئے ننھے منے جانور بھی لا کر دیے جن میں بلی کا بچہ، خرگوش اور بھالو کا بچہ بھی تھا لیکن شانو تو جیتا جاگتا اور اُچھل کود کرنے والے جانور کا بچہ منگوانا چاہتی تھی۔

آخر سال گرہ کی تقریب میں صرف ایک دن رہ گیا۔ شانو کی امی نے سوچا کہ اس مرتبہ بچی کو کیا تحفہ دیا جائے؟ ابو تو ٹافی اور بسکٹوں کے ڈبے لائے تھے۔ امی نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کے لیے ایسی چیز لا کر دیں گی جو بعد میں بھی اس کے کام آ سکے۔ چناں چہ انھوں نے شانو کے لیے ایک ورک باسکٹ لانے کا فیصلہ کیا جس میں ایک قینچی' سوئی اور دھاگے کی

پھرکیاں ہوں گی۔ اس طرح شانو کوسلائی کا شوق پیدا ہوگا۔

سالگرہ والے دن شانو کی امی اُسے کھلونوں کی دکان پر لے گئیں۔ وہاں کھلونوں کے علاوہ اور بھی چیزیں ملتی تھیں۔ شانو نے دکان میں گھومنا شروع کیا۔ پھر باسکٹ کو ایک میز پر رکھ کر بلی کے ایک بچے کو دیکھنے لگی جو ایک باسکٹ کے اندر بیٹھا انگڑائیاں لے رہا تھا۔ اُسے وہ بچہ بہت اچھا لگا' وہ وہیں بیٹھ کر اس کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی۔ بچہ اچھل کر اُس کی گود میں بیٹھ گیا اور غُرغُر کرنے لگا۔ اتنے میں قریب کھڑے ایک سیلز مین نے شانو سے کہا۔

''بے بی ..... یہ بچہ دوسو روپے کا ہے' خریدنا ہے؟'' وہ بچے کو وہیں چھوڑ کر امی کے پاس گئی۔

''امی میں اپنی سالگرہ کے لیے ایک اور چیز ....۔'' یہ کہتے کہتے وہ رک گئی۔

''تم ورک باسکٹ پسند کر چکی ہو' اب کسی اور چیز کے لیے ضد نہ کرو۔''

وہ دوڑ کر بلی کے بچے کے پاس آئی جو دھیمی اور باریک آواز میں میاؤں میاؤں کر رہا تھا۔ وہ اس سے بولی۔

''ننھے میاؤں! میں تمھیں نہیں خرید سکتی کیوں کہ میں پہلے ہی اپنا تحفہ خرید چکی ہوں۔''

شانو نے امی کے پاس جا کر ایک بار پھر اپنی پسندیدہ چیز یعنی بلی کے بچے کے متعلق کہنا چاہا مگر اس مرتبہ بھی وہ اپنی خواہش بیان نہ کر سکی۔ بلی کا بچہ سوچ رہا تھا کہ نہ جانے یہ لڑکی اِسے کیوں نہیں لے جا رہی؟ اچانک اس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی۔ کیوں نہ وہ اس باسکٹ کے اندر لیٹ جائے۔ بلی کا بچہ فوراً اٹھا اور باسکٹ کے اندر لیٹ گیا۔ اتفاق سے دکان کے کسی سیلز مین کی نظر اس پر نہ پڑی۔

ادھر شانو کی امی نے خریدے ہوئے سامان کی قیمت ادا کی اور دکان دار سے کہا کہ اسے باندھ دیجیے۔ جب سیلز مین وہ باسکٹ اور دیگر چیزیں باندھنے لگا تو اسے شانو کی باسکٹ کچھ وزنی محسوس ہوئی۔ پہلے تو اسے خیال آیا کہ باسکٹ کھول کر دیکھے لیکن نہ جانے کیوں اس نے ڈھکن کھول کر نہیں دیکھا اور اسے یوں ہی باندھ دیا۔

گھر پہنچے تو وہاں شانو کے بہت سے عزیز رشتہ داروں کی طرف سے طرح طرح کے خوب صورت تحفے آ چکے تھے۔

ابو نے شانو کو سمجھایا کہ بیٹا تمام تحفوں کے پیکٹ ایسے ہی بند رہنے دو' آج شام کیک کاٹنے کے بعد انھیں کھول کر دیکھیں گے۔

شانو کی ہم عمر سہیلیاں گڈی، لبنیٰ، سلمیٰ، عظمیٰ، سلطانہ، قمر اور گھر کے بہت سے لوگ گھر کو رنگ برنگی جھنڈیوں' جھالروں اور غباروں سے سجانے میں لگے ہوئے تھے۔ شانو کے قریبی عزیز رشتہ دار تو دن میں ہی پہنچ چکے تھے البتہ دیگر مہمان اور بچے سال گرہ کی تقریب کے مقررہ وقت سے کچھ دیر پہلے پہنچے۔ مقررہ وقت تک گھر میں بچوں کا اچھا خاصا ہجوم ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر طرف رنگ بہ رنگے پھول کھلے ہیں اور شانو اِن سب کے درمیان ایک خوب صورت تتلی کی مانند اُڑتی پھر رہی ہو۔ سب میز کے گرد جمع ہوئے' سال گرہ کا کیک کاٹا اور گیت گایا۔ بچوں نے کیک' پیسٹری سموسے مٹھائی اور پھل وغیرہ مزے لے لے کر کھائے۔

''اب شانو کے تحفے بھی دیکھ لیں جو اس کی سہیلیوں' عزیزوں اور رشتہ داروں نے دیے ہیں۔'' ابو نے کہا۔

پہلا پیکٹ کھولا گیا تو اس میں سے گڑیا نکلی جس کو شانو نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اٹھایا تو گڑیا بولی:

''سالگرہ مبارک!''

یہ آواز سن کر سب بچے کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اس طرح کسی پیکٹ سے کھلونے' کسی میں ٹافی اور چاکلیٹ اور کسی میں فراک اور سینڈل وغیرہ نکلے۔ اتنے میں شانو کی خالہ کی آواز آئی۔

''شانو بیٹی! اپنی امی کا دیا ہوا تحفہ بھی تو ہمیں دکھاؤ۔''

شانو کے ہنستے مسکراتے چہرے پر ایک لمحہ کے لیے اُداسی کی لہر دوڑ گئی۔ کیوں کہ اسے بے اختیار بلی کے بچے کا خیال آ گیا تھا' وہی بچہ جسے وہ خرید نہ سکی تھی۔ یہ خیال آتے ہی اس کی خوب صورت آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ خالہ دوڑ کر اس کے پاس آئیں اور پیار کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

''بیٹی! تم اُداس ہو گئیں۔ کیا بات ہے' امی نے تمھیں کوئی تحفہ نہیں دیا۔''

شانو آنسو پونچھتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔ ''نہیں خالہ جان! امی نے تحفہ دیا ہے' یہ رہا ان کا تحفہ۔''

یہ کہتے ہوئے شانو نے باسکٹ کا ڈھکن اٹھایا تو مارے خوشی کے اس کی چیخ نکل گئی۔ بلی کا پیارا سا بچہ اپنا دایاں ہاتھ بلند کیے اٹھ کھڑا ہوا جیسے وہ سب کو سلام کر رہا ہو۔ سب کے سب یہ دلچسپ اور انوکھا تحفہ دیکھ کر ہنس پڑے۔

شانو نے اپنی امی ابو کو یقین دلایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بچّہ کب اور کس طرح اس کی خریدی ہوئی باسکٹ کے اندر گھس کر بیٹھ گیا۔ شانو کے ابو نے اپنی پیاری لاڈلی کی خوشی کے خیال سے دکان دار کو اس کی قیمت بھجوا دی۔ اس طرح شانو کو پہلی مرتبہ اپنی سالگرہ کی سچی خوشی محسوس ہوئی۔

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) شہناز اپنی کون سی سال گرہ منا رہی تھی؟
(ب) شانو کی امی اُسے کہاں لے کر گئیں؟
(ج) شانو اپنے لیے کون سا تحفہ لینا چاہتی تھی؟
(د) بلی کے بچے نے کیا حرکت کی؟
(ہ) باسکٹ اُٹھا کر سیلز مین کو کیا محسوس ہوا؟
(و) تحفوں کو کھولنے سے متعلق ابو نے کیا کہا؟
(ز) باسکٹ میں بلی کا بچہ دیکھ کر شانو کے کیا تاثرات تھے؟

۲۔ دیے گئے جملوں میں خالی جگہ دُرست لفظ سے پُر کیجیے۔

(الف) شانو.......... پونچھتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔
(ب) بچّہ اُچھل کر اس کی............میں بیٹھ گیا۔
(ج) خالہ............اس کے پاس آئی۔
(د) شانو سب کے درمیان............تتلی کی طرح اُڑتی پھر رہی تھی۔
(ہ) ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ...............جانور اس کی باتیں سمجھ رہا ہو۔
(و) سب کے سب اس کا یہ.............اور...........تحفہ دیکھ کر ہنس پڑے۔
(ز) مجھے نہیں معلوم کب یہ بچہ میری............. میں بیٹھ گیا تھا۔

۳۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) شانو پالنا چاہتی تھی۔

بلی | کتا | خرگوش | طوطا

(ب) اس کے ابو اسے نہیں دلانا چاہتے تھے۔

لیپ ٹاپ | کبوتر | فروٹ چاٹ | جانور

(ج) وہ بچہ پا کر بے حد خوش ہوئی تھی:۔

بکری کا | بلی کا | چڑیا کا | خرگوش کا

(د) مہمانوں نے اُسے لا کر دیں:۔

مونگ پھلیاں | جلیبیاں | ریوڑیاں | ٹافیاں

(ہ) دکان دار کو بلی کے بچے کی بھیجی گئی:۔

ٹوکری | رسید | قیمت | تصویر

(و) اس کی امی نے اُسے تحفے میں دیا:۔

سلائی باکس | موبائل فون | کمپیوٹر | قلم

۴۔ دیے گئے الفاظ پر اعراب لگائیے۔

تحفے   پھول   مقررہ   خوب صورت   تتلی   میاؤں

۵۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

باسکٹ   سامان   چیخ   تحفہ   بے زبان   کھلونے   گندگی

۶۔ کتاب میں موجود دس مذکر، مونث الفاظ چن کر ان کی فہرست بنائیے۔

★ وہ الفاظ جو اسم کی جگہ پر استعمال کیے جاتے ہیں، اسمِ ضمیر کہلاتے ہیں۔ اسمِ ضمیر کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بار بار نام نہیں دہرانے پڑتے۔ مثال کے طور پر:

”قائداعظمؒ ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ قائداعظمؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔ قائداعظمؒ مسلمانوں کے سچے رہنما تھے۔ قائداعظمؒ کی کوششوں سے پاکستان بنا۔“

ان جملوں میں بار بار قائداعظمؒ کا نام آیا ہے جو تحریر کو بوجھل بنا رہا ہے۔ اسمِ ضمیر کے استعمال سے تحریر میں خوبی پیدا ہو جاتی ہے دیکھیے:

”قائداعظمؒ ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔ وہ مسلمانوں کے سچے رہنما تھے۔ ان کی کوششوں سے پاکستان بنا۔“

ان جملوں میں انھوں، وہ اور ضمیر کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ یہ سب قائداعظمؒ کی جگہ پر آئے ہیں۔ اُردو ضمائر میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

۷۔ آپ بھی ایک پیراگراف لکھ کر اس میں اسمِ ضمیر کی نشان دہی کیجیے۔

طلبہ اس کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھیں۔

طالب علموں کو بچوں کے کسی رسالے سے کوئی اور کہانی سنائیے۔

سفر ہو رہا ہے

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو سمجھ کر پڑھیں گے اور یاد کریں گے۔
۲۔ مزاحیہ نظم کا لطف اُٹھائیں گے۔
۳۔ اس نظم کو سادہ نثر میں بیان کریں گے۔
۴۔ مترادف اور متضاد الفاظ الگ کریں گے۔

نہیں ہو رہا ہے مگر ہو رہا ہے
جو دامن تھا ، دامن بدر ہو رہا ہے
کمر بند گردن کے سر ہو رہا ہے
سفینہ جو زیر و زبر ہو رہا ہے

اِدھر کا مُسافر اُدھر ہو رہا ہے
کراچی کی بس میں سفر ہو رہا ہے

چلی تو مسافر اُچھلنے لگے ہیں
جو بیٹھے ہوئے تھے ، وہ چلنے لگے ہیں
قدم جا کے ٹخنوں سے ٹلنے لگے ہیں
جو کھایا پیا تھا ، اُگلنے لگے ہیں

تماشا سرِ رہ گزر ہو رہا ہے
کراچی کی بس میں سفر ہو رہا ہے

جو خوش پوش گیسو سنوارے ہوئے تھا
بہت مال چہرے پر مارے ہوئے تھا
بڑا قیمتی سوٹ دھارے ہوئے تھا
گھڑی بھر میں سب کچھ اُتارے ہوئے تھا

بیچارے کا حلیہ دِگر ہو رہا ہے
کراچی کی بس میں سفر ہو رہا ہے

جو گردن میں کالر تھا 'لر' رہ گیا ہے
ٹماٹر کے تھیلے میں 'ٹر' رہ گیا ہے
خدا جانے مرغا کدھر رہ گیا ہے
بغل میں تو بس ایک پر رہ گیا ہے

سفر ہر قدم پُرخطر ہو رہا ہے
کراچی کی بس میں سفر ہو رہا ہے

(سید ضمیر جعفری)

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) نوجوان کیا پہنے ہوئے تھا؟

(ب) گردن میں جو کالر تھا' اس میں سے کیا بچا؟

(ج) شاعر کس سفر کی داستان لکھ رہا ہے؟

(د) تھیلے میں کیا چیز موجود تھی؟

(ہ) بس کے چلنے سے مسافروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

(و) سفر کے دوران مرغے کا کیا بنا؟

(ز) خوش پوش نوجوان کا بس میں سفر کے بعد کیا حال ہوا؟

۲۔ دیے گئے جملوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) کراچی کی .... میں سفر ہو رہا ہے

(ب) خدا جانے .... کدھر رہ گیا

بکرا — مُرغا — گدھا — کوّا

(ج) بغل میں تو بس ایک .... رہ گیا ہے

سر — زر — پر — ٹر

(د) بہت مال .... پر مارے ہوئے تھا

چہرے — سہرے — بہرے — مُہرے

۳۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

سفینہ — حُلیہ — زیروزبر — پُرخطر — گیسو

۴۔ آپ پانچ سطروں میں کسی سفر کا حال بیان کیجیے۔

۵۔ اپنی پسند کا کوئی شعر لکھ کر اس کی تشریح کیجیے:

۶۔ ہر لفظ کے سامنے اس کا ہم آواز لفظ لکھیے۔

۷۔ درج ذیل الفاظ میں سے مذکر مونث الگ کر کے لکھیے:

تجنیس

۸۔ درج ذیل مثالوں پر غور کریں۔ آپ ایسی ہی تین اور مثالیں لکھیے۔

۱۔ میں نے اُسے قلم دِیا۔	۲۔ اُس نے دِیا روشن کیا۔
۳۔ کل سے میرے کان میں درد ہے	۴۔ یہاں کوئلے کی ایک کان ہے۔

ان جملوں میں دِیا، دِیا' کان اور کان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کا املا اور اعراب ایک ہیں مگر معانی کے حوالے سے فرق ہے جب کہ متشابہ الفاظ میں اعراب اور املا کا فرق پایا جاتا ہے۔ الفاظ میں پایا جانے والا یہ رشتہ' تجنیس کہلاتا ہے۔

طالب علم ایک چارٹ بنائیں جس میں ایک جیسی آواز والے مختلف الفاظ تحریر کریں۔

طلبہ کو چند ملتے جلتے الفاظ لکھ کر ان میں سے تجنیس اور متشابہ الفاظ الگ کروائیے۔

سُرخ چاند

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ متشابہ الفاظ کا استعمال سیکھیں گے۔
۲۔ خدمت خلق کی اہمیت بیان کریں گے۔
۳۔ سماجی خدمت پر دس سطریں لکھیں گے۔
۴۔ الفاظ کے جملے بنائیں گے۔

اچانک ہی چھت سے چیخ ' سنائی دی تھی۔ اتوار کا دن تھا' ماجد صاحب گھر پر اخبار بینی میں مصروف تھے۔ پہلی آواز پر انھیں کچھ شک ہوا لیکن اب کی بار رونے کی آواز نے انھیں چونکا دیا۔

''ارے یہ تو وقار کی آواز لگتی ہے۔'' یہ سوچ کر انھوں نے اخبار ایک طرف رکھا اور چھت کی طرف دوڑے۔ ان کا شک دُرست تھا۔ وہ چھت پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا ۱۲ سالہ بیٹا وقار فرش پر گرا پڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں پتنگ کی ڈور ہے' پتنگ اوپر کہیں اٹکی ہوئی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا جب کہ ایک ہاتھ بھی مجروح تھا۔ یہ دیکھ کر ماجد صاحب دھک سے رہ گئے۔

''تمھیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ پتنگ اُڑانا کوئی اچھا کھیل نہیں لیکن تم ہو کہ..........'' وہ اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے اس کی جانب بڑھے اور جلدی سے اُسے اپنی گود میں اٹھالیا۔ اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے سیڑھیاں اُتر رہے تھے۔ اپنے کمرے میں آ کر انھوں نے اسے بستر پر ڈالا اور اپنے دوست کاظم صاحب کو فون ملانے لگے۔ وہ کسی طبی امدادی ادارے کے نگران تھے۔ فون پر فوری جواب ملا۔ اگلے ہی لمحے کاظم صاحب نے ایمبولینس بھیجنے کی خبر دی۔ اس عرصے میں وقار کی امی اور اس کے دونوں بھائی بھی جمع ہو چکے تھے اور سب اظہار افسوس کر رہے تھے۔

ایمبولینس کے آتے ہی ماجد صاحب تیار ہو گئے ۔ اس عرصے میں اس کی امی‘ اس کا زخم صاف کر کے سادہ پٹی باندھ چکی تھیں ۔ اسلم اور امجد نے وقار کو سہارا دے کر نیچے اُتارا ۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک ایسی ایمبولینس کھڑی ہے جس پر سرخ رنگ کا ایک چاند اور ایک کراس بنا ہوا ہے ۔ ڈرائیور نے ان کے بیٹھتے ہی سائرن چلا دیا اور انتہائی مستعدی سے گاڑی سڑک پر دوڑا دی ۔ دونوں بھائیوں نے دیکھا کہ ان کی گاڑی جس راستے سے گزرتی ‘ دیگر لوگ اپنی گاڑی کو ایک طرف کر رہے تھے ۔ ابو نے انھیں بتایا کہ یہ دنیا بھر میں ایک طے شدہ اصول ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر سہولت پہنچانے والی گاڑیوں کو جلدی گزارنے کے لیے فوری راستہ دیا جاتا ہے ۔ یہ خاص گاڑیاں آگ بجھانے اور مریضوں کو لے جانے والی ہوتی ہیں ۔ انھیں ایمرجنسی میں ٹریفک قوانین توڑنے کا حق بھی حاصل ہوتا ہے ۔

جس اسپتال کے آگے گاڑی رکی ۔ اس پر بھی سرخ رنگ کا چاند بنا تھا اور مرکزی دروازے پر نمایاں طور پر ’ہلال احمر اسپتال‘ کا بورڈ آویزاں تھا ۔ ڈاکٹر نے وقار کو فوری توجہ سے دیکھا‘ اس کے زخم کی ڈریسنگ کر دی گئی ۔

انھیں اپنے بیٹے کی صحت عزیز تھی اس لیے انھوں نے رکنے کی حامی بھر لی ۔ جب وہ اسپتال کے معاملات سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آ گئے تو ان کا مزاج کچھ بہتر ہو چکا تھا ۔ اب وہ مطمئن تھے کہ ان کا بیٹا چند دنوں میں صحت مند ہو جائے گا ۔ ڈاکٹروں نے آتے جاتے وقار کو ٹوکا تھا کہ پتنگ بازی کوئی اچھا فعل نہیں ہے‘ اس کو ترک کر کے اسے کرکٹ یا ہاکی وغیرہ میں دل چسپی لینی چاہیے ۔ اسے بھی اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا ۔

’’ابو! آج تو ہم سرخ چاند کے سائے میں ہیں ۔‘‘ جب وہ فرصت میں تھے‘ تو انھوں نے بات چیت شروع کی ۔

’’کیا مطلب ! میں سمجھا نہیں ۔ کیسا سرخ چاند؟‘‘ وہ کچھ چونک کر بولے ۔

’’ابو جان ! ہم جس ایمبولینس میں آئے تھے اس پر بھی سرخ رنگ کا ایک چاند بنا ہوا تھا‘ اور اس اسپتال پر بھی ویسا ہی چاند بنا ہوا ہے ۔‘‘ اسلم نے وضاحت کی ۔

’’اوہ اچھا! تم نے ’سرخ چاند‘ خوب کہا ویسے ’ہلال احمر‘ کے معنی بھی یہی ہیں ۔‘‘ اس کے ابو نے وضاحت کی ۔

’’بابا جان ! یہ ہلال احمر آخر ہے کیا؟‘‘ اب باری امجد کی تھی ۔

’’بیٹا! ریڈ کراس کمیٹی‘ دراصل اس لیے قائم کی گئی تھی کہ اس کے ذریعے جنگ میں زخمی ہونے والے افراد کو طبی امداد پہنچائی جا سکے ۔‘‘

’’اچھا! تو کیا یہ تنظیم عالمی سطح پر کام کر رہی ہے ۔‘‘ اسلم نے سوال کیا ۔

’’جی بیٹا! اس وقت دنیا کے ۸۰ سے زائد ممالک میں اس ادارے کی شاخیں ہیں جو انتہائی مستعدی اور جاں فشانی سے اپنی خدمات انجام دے رہی ہیں ۔‘‘

''یہ تنظیم پاکستان میں کب قائم ہوئی؟'' امجد نے سوال کیا۔

''پہلے برصغیر میں اس تنظیم کا قیام 'انڈین ریڈ کراس' کے نام سے عمل میں آیا۔ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد یعنی ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو 'پاکستان انٹرنیشنل ریڈ کراس' کی بنیاد رکھی گئی۔ بعد ازاں ۱۹۷۴ء میں اسے ''پاکستان ریڈ کریسنٹ سوسائٹی'' یا 'انجمن ہلال احمر' کا نام دے دیا گیا۔''

''واہ ابو! آپ کو تو بڑی معلومات ہیں۔'' اب کی بار وقار نے کہا۔ ''پاکستان میں یہ تنظیم کیا کام کر رہی ہے۔''

''اس تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ یہ پاکستان کی اعلیٰ ترین انسانی خدمت کا ادارہ ہو' یہ ادارہ پوری توجہ سے پورے پاکستان میں ۹۲ شاخوں کے ذریعے وفاقی' صوبائی اور شہری سطح پر کام کر رہا ہے' اس کا وسیع جال بے شمار رضا کاروں اور ملازمین کے ساتھ عوام الناس کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔''

''بابا! انجمن ہلال احمر کی کیا صرف ایمبولینس سروس ہی ہے؟'' امجد نے معصوم سا سوال کیا۔

''نہیں بیٹا! ہلال احمر کی اہم سرگرمیوں میں قدرتی آفات سے نمٹنا' صحت و علاج کی سہولیات پہنچانا خاص طور پر ملک کے دور دراز کے علاقوں میں' اسی انداز سے فرسٹ ایڈ کی تربیت' صاف خون کی فراہمی' نفسیاتی مسائل کا حل اور گم شدہ لوگوں کی تلاش بھی اس انجمن کے فرائض میں شامل ہے۔''

''یہ تنظیم تو سرکاری سطح پر نہیں! پھر بھی اتنا کام۔'' اسلم حیران رہ گیا۔

''بیٹا! اللہ نے جنھیں خدمت کا جذبہ دیا ہے وہ صلے اور انعام کی پروا کیے بغیر اپنا کام کیے چلے جاتے ہیں۔''

''ہاں! یہ تو ہے۔'' امجد نے کہا۔ ''کیا ہم میں سے کوئی اس انجمن کا حصہ بن سکتا ہے؟''

''کیوں نہیں! آپ اس انجمن کے لیے رضا کار کے طور پر کام کر کے اپنی نیکیوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔''

''میں تو اس میں رضا کار کے طور پر بھرتی ہو کر ضرور انسانیت کی خدمت کے لیے کام کرنا چاہوں گا۔'' وہ پرعزم لہجے میں بولا۔

''جیتے رہو میرے بیٹے! انسانیت کی خدمت ہی اصل میں افضل عبادت ہے۔''

نرس' وقار کو دوائی دینے اور اس کا ٹمپریچر چیک کرنے آئی تو انھوں نے فوری گفت گو ختم کی اور وقار کے جلد صحت یاب ہونے کی دُعا کرنے لگے۔ اسلم اور امجد بھی ابو سے اجازت لے کر گھر کی طرف چلے گئے۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) چھت سے کیا سنائی دی تھی؟

(ب) گھر پر وقار کی ڈریسنگ کس نے کی؟

(ج) وقار کو اسپتال لے جانے کے لیے اس کے ابو نے کسے فون کیا؟

(د) وقار کے زخمی ہونے کی اصل وجہ کیا تھی؟

(ہ) اس کا ایکسرے کیوں لیا گیا؟

(و) ہلال احمر کے لفظی معنیٰ کیا ہیں؟

۲۔ دیے گئے بیانات کے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) یہ تنظیم پاکستان میں قائم ہوئی:

۱۹۷۶ ۔ ۱۹۴۷ ۔ ۱۹۶۷

(ب) انسانیت کی خدمت ہی اصل میں ہے عبادت:

نیک ۔ اہم ۔ افضل

(ج) جلد صحت یاب ہونے کی دُعا کرنے لگے:

اسلم کے ۔ امجد کے ۔ وقار کے

(د) آج تو ہم سائے میں ہیں:

سبز چاند کے ۔ سرخ چاند کے ۔ سفید چاند کے

(ہ) ڈاکٹر نے وقار کو ٹوکا تھا کہ اچھا کھیل نہیں:

ہاکی ۔ کبڈی ۔ پتنگ بازی

(و) اسلم اور امجد نے وقار کو دیا:

سہارا ۔ سپارہ ۔ نمک پارہ

۳۔ دیے گئے جملوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) وقار کے ہاتھ میں .... تھا۔

پتنگ	ڈور	سکّہ

(ب) ایمبولینس پر......... رنگ کا چاند تھا۔

زرد	سرد	سرخ

(ج) آنے سے تیرے آئی..........میں کیا بہار

دنیا	شہر	زمانے

(د) ایمبولینس کے آتے ہی یاسین صاحب..........ہو گئے۔

کھڑے	غصہ	تیار

(ہ) اس وقت دنیا کے...............سے زائد ممالک میں اس کی شاخیں ہیں۔

٦٠	٧٠	٨٠

۴۔ دیے گئے جملوں کو درست کیجیے:

(الف) فرش پر گرا پڑا ہے بارہ سالہ بیٹا اُن کا۔

(ب) مدد کی انجمن نے جنگ میں قیدیوں کی۔

(ج) مرکزی دروازے پر اسپتال کے سرخ تھا چاند آویزاں۔

(د) عبادت ہے اصل میں افضل خدمت کی انسانیت۔

(ہ) ابو ہے تو بڑی آپ کو معلومات۔

۵۔ اس سبق سے متشابہ الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

۶۔ دیے گئے الفاظ کے معنی لکھ کر انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

ناراض چاند مرکزی ایمبولینس مستعدی

ہلال احمر کی طبی خدمات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایسے ہی سماجی خدمت کے کسی ادارے کے بارے میں دس سطریں لکھیے۔

طلبہ کو متشابہ الفاظ لکھنے میں مدد کیجیے اور خدمت خلق کی اہمیت سے واقف کروائیے۔

ماحول کی صفائی

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ ماحول اور اس کے عوامل بیان کریں گے۔
۲۔ صفائی کی اہمیت کو واضح کریں گے۔
۳۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد بنائیں گے۔
۴۔ ماحول کی بہتری پر دس جملے لکھیں گے۔

جدید دور میں سائنس، زراعت اور صنعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانوں کے لیے نئے مسائل میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، اِن میں ایک مسئلہ ماحول کی آلودگی ہے۔ ماحول میں اِردگرد کی تمام جان دار اور بے جان چیزیں شامل ہیں۔ ایسی تمام چیزیں انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے متاثر ہوتی ہیں۔ اِن سرگرمیوں کی بدولت ماحول میں ہونے والی نامناسب تبدیلیوں کو 'ماحول کی آلودگی' کہتے ہیں۔ آلودگی ایک ایسا عمل ہے جو زمین، ہوا اور پانی کو خراب اور نقصان دہ بنا دیتا ہے۔ ماحول میں بہت زیادہ تبدیلیوں کے نتیجے میں واقع ہونے والی آلودگی آج کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ روز بہ روز خطرناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس سے انسانوں، جان داروں، سمندری مخلوق اور پودوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

آیئے! ہم دیکھیں۔ کون کون سی چیزیں ہمارے ماحول کو آلودہ کر رہی ہیں اور اِن سے بچاؤ کی کیا تدابیر ہیں؟

ہمارا کرہ ہوائی آلودگی کا باعث بننے والے مختلف مادّوں کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے مگر جب اِن مادّوں کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو پھر قدرت کا یہ نظام اِن کو جذب کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اس کے نتیجے میں یہ مادّے انسانوں، جانوروں، پودوں اور دیگر اشیاء کو نقصان پہنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کرہ ہوائی میں اس تبدیلی کو فضائی آلودگی کہتے ہیں۔

فضائی آلودگی کا سب سے بڑا سبب کارخانوں، فیکٹریوں اور گاڑیوں سے خارج ہونے والا دُھواں اور زہریلی گیسیں ہیں، یہ ہمارے ماحول میں داخل ہو کر اُسے آلودہ کر دیتی ہیں پھر یہ انسانوں کو ہی نہیں بلکہ نباتات کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ اسی طرح گرد و غبار بھی فضا کو آلودہ کرنے والا ایک اہم عنصر ہے۔ فضائی آلودگی کی وجہ سے سانس، جلد، آنکھوں، گردوں اور جگر کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

پانی، اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ پانی کے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ پانی سمندروں، دریاؤں، نہروں، جھیلوں، ندی نالوں اور زمین کی تہوں میں موجود ہے۔ کارخانوں، فیکٹریوں اور رہائشی علاقوں کے غلیظ پانی میں زہریلے اور گندے مادے بہت زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ یہ آلودہ پانی قریبی جوہڑوں، ندی نالوں اور دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے۔ اس پانی سے آبی اور خشکی کے جان داروں کے علاوہ انسان بھی متاثر ہوتے ہیں۔ زیرِ زمین پانی بھی اس

گندے پانی کی وجہ سے آلودہ ہو جاتا ہے۔آلودہ پانی سے ہیضہ' پولیو' ٹائی فائیڈ' یرقان' اسہال اور دوسری کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔صنعتی علاقوں کے زہریلے مادّے' رہائشی علاقوں کا کوڑا کرکٹ اور گندا پانی زمینی آلودگی کا سبب بنتے ہیں۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر علاقے کی خوب صورتی کو بھی برباد کر دیتے ہیں۔کھاد اور زرعی ادویات کے استعمال سے بھی زمین آلودہ ہو رہی ہے۔ جانوروں کا فضلہ بھی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔ یہ سب چیزیں ماحول کو خراب کر کے بیماریاں پھیلاتی ہیں۔

ناپسندیدہ' بلند اور بے ہنگم آوازوں کو شور کہتے ہیں۔شور کی آلودگی سے مراد تکلیف دہ آوازوں کا فضا میں شامل ہونا ہے۔فیکٹریاں' کارخانے' مشینیں' ریڈیو' ٹیلی ویژن اور گاڑیاں شور کی آلودگی کا سبب ہیں۔شور آس پاس کے لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔اس کے بے شمار منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔قوّتِ سماعت متاثر ہوتی ہے' بلڈ پریشر میں اضافہ ہوتا ہے' طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہوتا ہے اور دل کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ یہ آلودگی' انسانی صحت کے لیے نقصان کا باعث ہے' اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔گلیوں اور محلوں میں گندگی کے ڈھیر نہ لگنے دیں۔ پانی کی نکاسی کے نظام کو بہتر بنائیں تا کہ تعفّن اور جراثیم پیدا نہ ہوں' کوڑا کرکٹ مخصوص مقامات پر پھینکیں۔

دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں پر پابندی لگائی جائے۔اور نہ ماننے والوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔صنعتی اداروں کو آبادیوں سے الگ تھلگ بنایا جائے' اُن سے خارج ہونے والے فضلے کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگایا جائے۔ بے تحاشا پھیلتی ہوئی آبادیوں پر قابو پایا جائے۔عوام میں ماحولیاتی آلودگی کا شعور بیدار کیا جائے' ملک بھر میں شجرکاری کا اہتمام کیا جائے کیوں کہ درخت فضائی آلودگی کو ختم کرتے اور ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صفائی نصف ایمان ہے۔ہمیں چاہیے کہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔ یہ ایک بڑی نیکی اور عظیم خدمت بھی ہے۔

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ماحول کسے کہتے ہیں؟

(ب) کیا کیا چیزیں ہمارے ماحول کو آلودہ کرتی ہیں؟

(ج) ماحول کی آلودگی سے بچنے کے لیے ہمیں کیا تدابیر اختیار کرنی چاہیے؟

(د) فضائی آلودگی کے اسباب کیا ہیں؟

(ہ) شور کی آلودگی سے کیا مراد ہے؟

(و) آپ ﷺ نے صفائی کے بارے میں کیا فرمایا؟

(ز) ماحول کی صفائی سے ہمیں کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

۲۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۳۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

واحد	مادّہ		مخلوق	
جمع		مسائل		مقامات
واحد	شے			تکالیف
جمع		جنگلات	عنصر	

۴۔ درست بیان پر (✓) کا نشان لگایئے جب کہ غلط پر (X) کا نشان لگایئے۔

(الف) پانی اللّٰہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے: ☐

(ب) فضائی آلودگی سے انسانوں کو فائدہ ہوتا ہے: ☐

(ج) آلودگی سے معاشرے میں طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں: ☐

(د) شور کرنا انسانی صحت کے لیے مفید ہے: ☐

(ہ) جانوروں کا فضلہ فضائی آلودگی پیدا کرتا ہے: ☐

(و) ماحول کی صفائی میں درخت اہم کردار ادا کرتے ہیں: ☐

۵۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) آلودگی آج کا بہت بڑا..........ہے۔

(ب) پانی کے بغیر کوئی چیز..........نہیں رہ سکتی۔

(ج) جانوروں کا...........بھی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

(د) زیرِ زمین پانی بھی...........پانی کی وجہ سے آلودہ ہو جاتا ہے۔

(ہ) نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صفائی..........ایمان ہے۔

۶۔ ماحول کی صفائی پر دس سطروں کا ایک مضمون لکھیے۔

★

سادہ جملہ	مرکب جملہ
(الف) میں نے پانی پیا۔	(ب) وہ اسکول نہیں آیا کیوں کہ وہ بیمار ہے۔

جملہ 'الف' میں ایک بات کہی گئی ہے جب کہ جملہ 'ب' میں دو باتیں کہی گئیں ہیں۔ جس جملے میں ایک بات کہی جائے اسے سادہ یا مفرد جملہ کہتے ہیں۔ جب دو یا دو سے زیادہ جملوں میں کوئی بات کہی جائے تو وہ جملہ مرکب جملہ کہلاتا ہے۔ دو سادہ جملوں کے درمیان اور، یا، تو، مگر، جو، پھر، پر، لیکن، کیوں کہ، چاہے وغیرہ جیسے حروف لگانے سے مرکب جملہ بنتا ہے۔

اب آپ درج ذیل مرکب جملوں کو سادہ اور سادہ جملوں کو مرکب میں تبدیل کیجیے۔

(الف) میں تمھیں کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں۔

(ب) تم آتے بھی ہو اور جاتے بھی ہو۔

(ج) میں یہ کہوں گا کہ محنت کرو۔

(د) وہ وعدے تو بہت کرتا ہے مگر یاد نہیں رکھتا۔

(ہ) وہ یہاں آ کر چلا گیا۔

(و) اسکول میں چھٹیاں ختم ہو گئیں۔

سرگرمی: اسکول میں صفائی کا دن مناتے ہوئے پوری کلاس کو صفائی ستھرائی کی بہترین مثال بنایا جائے۔

معلم تختۂ تحریر پر دو کالم بنا کر طلبہ کو گروپ کی صورت میں سادہ اور مرکب جملے بنانے اور انھیں کلاس کے سامنے پڑھنے کی ترغیب دیجیے۔

ہوا

حاصلاتِ تعلّم: اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو لے اور ترنّم سے پڑھیں گے۔
۲۔ اس نظم کے مفہوم کو سمجھ کر بیان کریں گے۔
۳۔ اس نظم کو سادہ نثر میں لکھیں گے۔
۴۔ نئے الفاظ کا استعمال سیکھیں گے۔

ہوا جان دار کو رکھتی ہے زندہ
ہوا کے بَل پہ اُڑتا ہے پرندہ
ہوا آواز کو پہنچائے ہر جا
ہوا ہوگی جہاں کچھ بھی نہ ہوگا

کوئی خالی جگہ خالی نہیں ہے
ہوا کا دور دورہ ہر کہیں ہے

کبھی دم سادھ کے گُم سُم رہے گی
کبھی پروا، کبھی پچھوا بنے گی
کبھی اٹکھیلیاں کرتی ملے گی
کبھی آندھی کی صورت میں چلے گی

جھلائے گی کبھی شاخوں کو جھولا
کبھی بن جائے گی اُٹھتا بگولا

ہوا جب گرم ہو، ہوتی ہے ہلکی
جو ہلکی ہو، تو اوپر کو ہے اُٹھتی
جگہ لینے کو پھر اس کی، ہوا ہی
بڑی تیزی سے اس جانب ہے بڑھتی

یہی وصف اس کا لائے سرد جھونکے
اسی سے خاک اُڑے، طوفان اُٹھے

ہوا کو جس جگہ، جس طور دیکھو
ہوا بے رنگ ہے، خالص اگر ہو
ہوا کا وزن ہے، اس کو جو تولو
ہوا پھیلے گی، پچکے گی، یہ جانو

ہوا ہنستی بھی، گاتی بھی ملے گی
اگر گیسوں کی صورت میں رہے گی

(قیوم نظر)

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ہوا کسے زندہ رکھتی ہے؟

(ب) ہوا کن کن صورتوں میں ملتی ہے؟

(ج) ہوا گرم ہو کر کیا صورت اختیار کر لیتی ہے؟

(د) تیز ہوا چلے تو کیا کہلاتی ہے؟

(ہ) ہوا کس رنگ کی ہوتی ہے؟

(و) ہوا کس صورت میں ہنستی ہوئی ملے گی؟

۲۔ دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) کبھی .... کرتی ملے گی

مستیاں — اٹھکیلیاں — سرگوشیاں

(ب) ہوا ہوگی جہاں .... نہ ہوگا

پیڑ — کچھ — کوئی

(ج) ہوا جب .... ہو ہوتی ہے ہلکی

نرم — سرد — گرم

(د) یہی .... اس کا لائے سرد جھونکے

انداز — کام — وصف

(ہ) اگر گیسوں کی .... میں رہے گی

حالت — صورت — انداز

۳۔ درست لفظ پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) بڑی تیزی سے اس کی جانب ہے:

دوڑتی — بھاگتی — بڑھتی

(ب) یہی وصف اس کا لائے جھونکے:

سرد — نرم — گرم

(ج) ہوا کا ہے جو اس کو تولو:

خیال | نظام | وزن

(د) کبھی صورت میں چلے گی:

طوفان کی | آندھی کی | روانی کی

(ہ) ہوا کے بل پہ اڑتا ہے:

جہاز | انسان | پرندہ

۵۔ دیے گئے الفاظ کے معنی لکھیے۔

سرگوشیاں | وصف | لطیف | کیفیت | جاندار | گم سُم

۶۔ درج ذیل الفاظ و محاورات کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

خالص | دم سادھ کے | طوفان اُٹھے | بے رنگ | دور دورہ

۷۔ ہوا کے فوائد بتائیے۔

۸۔ نظم کو سادہ نثر میں بیان کیجیے۔

آگ، پانی اور ہوا کے کردار طلبہ سے مکالموں کی صورت میں ادا کروائیے۔

طلبہ کو چاروں موسموں کے بارے میں معلومات دیجیے، مختلف موسموں میں ہمارے ملک میں کون کون سی سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں ان کے بارے میں آگاہی دیجیے۔

ننھّی سمن کی کہانی

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ سُن کر معلومات کا ادراک کر سکے اور ان کے جواب کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیات کر سکیں۔
۲۔ کہانی، ڈرامے اور مضمون کے طرزِ تحریر میں امتیاز کر کے پڑھ سکیں۔
۳۔ ذرائع ابلاغ میں بیان کردہ امور پر اپنی فہم کا اظہار کر سکیں۔
۴۔ صحت وصفائی کے بارے میں جانیں گے۔
۵۔ غلط فقروں کو دُرست کریں گے۔

بچّو! ہم آپ کو ننھی منی، نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی پیاری سی گڑیا سمن کی کہانی سُناتے ہیں۔ وہ صفائی سُتھرائی کے کام سے بے حد گھبراتی تھی۔ صبح اُٹھ کر بغیر دانت صاف کیے ناشتا کرتی، بالوں میں کنگھی کیے بغیر اسکول چلی جاتی۔ اُسے منھ ہاتھ دھونے اور نہانے سے سخت اُلجھن ہوتی تھی۔ جس دن امی اس کو نہلانا چاہتیں، اُس روز وہ صبح ہی سے پریشان سی پھرتی۔ بال باندھنے پر روز نخرے کرتی۔ اگر اسے بالوں میں تیل ڈالنے اور بنانے کو کہا جاتا تو وہ روتی، منھ بسورتی۔ اُسے ان تمام باتوں سے چڑ تھی جن کا تعلق صفائی سے تھا۔

اس کا ایک شوق تھا کہ وہ ٹیلی ویژن بڑے شوق سے دیکھتی۔ بچوں کے پروگرام تو اس کو بہت پسند آتے تھے۔ امی، ابو سمن کو سمجھاتے کہ ٹیلی ویژن پر بچے بال باندھ کر، ہاتھ منھ دھو کر اور صاف ستھرے ہو کر آتے ہیں، اگر تم بھی صاف سُتھری رہنے لگو تو ہم تمھیں بھی ٹی وی اسٹیشن لے جائیں اور ہوسکتا ہے کہ وہ تمھیں پروگرام میں شامل کر لیں اور تمھاری تصویر ٹی وی پر آجائے۔ اور بھئی! ان پروگراموں میں انعامات بھی تو ملتے ہیں۔

ایک دن سمن شام کو سو کر اٹھی تو بچوں کے پروگرام کا وقت تھا۔ وہ منھ ہاتھ دھوئے بغیر ٹی وی دیکھنے بیٹھ گئی۔ امی نے اُس سے کہا کہ پروگرام شروع ہونے میں کچھ دیر ہے، منھ ہاتھ دھولو، میں تمھیں چائے بسکٹ دیتی ہوں۔ سمن نے اپنی امی کی بات نہیں مانی اور بغیر منھ ہاتھ دھوئے ٹی وی دیکھنے بیٹھ گئی۔

ٹی وی پروگرام میں باجی بچوں کو بتا رہی تھیں کہ انسان کے لیے تن کو دُرست رکھنا کتنا ضروری ہے اور تن دُرستی کو قائم رکھنے کے لیے صفائی بے حد ضروری ہے۔

ایک انسان کی زندگی کا سب سے اہم سرمایہ اس کی صحت ہے۔ صحت ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر ہم صحت کے بارے میں سوچیں تو عموماً ذہن میں معالج، دوائی اور شفا خانے کا تصور آتا ہے جو کہ ایک ادھورا اور غیر واضع تصور مانا جاتا ہے جس کے بنا پر لوگ نہ تو اپنی صحت کی حفاظت کر پاتے ہیں اور نہ ہی اسے برقرار رکھ سکتے ہیں۔

عالمی ادارۂ صحت کے مطابق صرف بیماریوں کا نہ ہونا ہی صحت نہیں بلکہ مکمل جسمانی، ذہنی اور معاشرتی تن درستی کیفیت کا موجود ہونا ایک فرد کی ''مکمل صحت'' ہے۔

جسمانی، ذہنی اور معاشرتی صحت کا ایک دوسرے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ایک فرد کی مکمل صحت کے لیے ان تینوں لحاظ سے صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔ مثلاً اگر ایک فرد کی جسمانی صحت اچھی ہوگی تو ذہنی طور پر مطمئن اور خوش ہوگا اور معاشرے میں لوگوں سے اس کے تعلقات بھی خوش گوار ہوں گے۔

جب ہم جسمانی صحت کی بات کرتے ہیں تو جسمانی طور پر صحت مند رہنے کے لیے ذاتی صفائی کو یقینی بنانا بہت ضروری ہے۔ ذاتی صفائی سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص انفرادی طور پر اپنی جسمانی صحت اور دیکھ بھال کرنے کے لیے ان طریقوں کا استعمال کرے جو اس کی صفائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مثلاً کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اور بعد میں اچھی طرح ہاتھ دھونا، روزانہ دانتوں کو اچھی طرح صاف کرنا، دن میں کم از کم دو بار چہرے کو اچھی طرح دھونا، ہر روز نہانا، خاص طور پر پسینہ آنے کے بعد، نہانے کے بعد اپنا جسم خشک کرنا اور صاف کپڑے پہننا، بالوں میں روزانہ باقاعدہ کنگھی کرنا، بُو سے بچاؤ کے لیے خوشبو کا استعمال کرنا وغیرہ شامل ہے۔ ایسا کرنے سے ایک شخص بہت سی بیماریوں سے بچ جاتا ہے، خود کو تر وتازہ اور خوش گوار محسوس کرتا ہے اور لوگ بھی اُسے پسند کرتے ہیں۔

غرض اس دن تن درستی کی تمام باتیں بتائی گئیں۔ سمن بہت غور سے تمام باتیں سنتی رہی' پھر جب پروگرام ختم ہوا تو وہ اُٹھ کر فوراً واش روم میں گئی جہاں اس کا ٹوتھ پیسٹ رکھا تھا۔ اس نے اپنا ٹوتھ برش نکالا جو ابھی تک اس نے استعمال نہیں کیا تھا' اس نے دانتوں کو اچھی طرح صاف کیا' پھر صابن سے ہاتھ منھ دھویا' بال باندھے' نئے کپڑے پہنے اپنے جوتے بھی صاف کیے۔

خوب تیار ہو کر سمن' امی کے پاس گئی۔ امی' ابو لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ امی' سمن کو صاف ستھرا دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ سمن اس وقت بہت پیاری لگ رہی تھی' امی نے اس کو پیار کیا۔ اس کے ابو خوش ہوئے تو اسے بازار تحفہ دلانے لے گئے۔

سب لوگ اُس کی اس بات پر حیران تھے کہ سمن میں یکایک ایسی تبدیلی کیوں کر آئی؟ ہوا یہ تھا کہ اب تک سمن کو کسی نے تفصیل سے یہ باتیں نہیں سمجھائی تھیں کہ صفائی کے کیا کیا فائدے ہیں۔ آج اُسے ٹی وی پر تن دُرستی کی مفید باتیں معلوم ہوگئی تھیں' جسے اُس نے اپنے ذہن میں بٹھا لیا تھا۔ وہ اب ہمیشہ صاف ستھری رہتی ہے اور اس کی صحت ہر لحاظ سے اچھی رہتی ہے۔ سچ ہے تن دُرستی ہزار نعمت ہے۔ اگر ہم تن درست ہیں تو دُنیا کی تمام نعمتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) صحت کو برقرار رکھنے کے لیے کیا ضروری ہے؟

(ب) سمن کیا چیز شوق سے دیکھتی تھی؟

(ج) سمن پہلے کیسے رہتی تھی؟

(د) سمن نے اپنے آپ کو اچانک کیسے تبدیل کیا؟

(ہ) نہانے سے انسان کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟

۲۔ دیے گئے جملوں میں خالی جگہ دُرست لفظ سے پُر کیجیے۔

(الف) دانت صاف کیے بغیر کھایا جائے تو.........خراب ہو جاتے ہیں۔

جوتے حالات دانت ہونٹ

(ب) وہ...........بڑے شوق سے دیکھتی تھی۔

فلم ڈراما ٹیلی وژن کتابیں

(ج) اگر تم صاف ستھری رہنے لگیں تو ہم تمھیں.............کی سیر کرانے جائیں گے۔

مینا بازار پارک ٹی وی اسٹیشن میلے

(د) اب وہ ہمیشہ...........رہتی تھی۔

گندی صاف ستھری روتی سوتی

(ہ) خوب تیار ہو کر سمن...........کے پاس گئی۔

ابو خالہ امی بہن

(و) اگر........صاف کیے بغیر کھانا کھایا جائے تو پیٹ خراب ہو جاتا ہے۔

منھ ہاتھ دانت برتن

(ز) سچ ہے.............ہزار نعمت ہے۔

دولت تن درستی صحت والدین

۳۔ صحت کے لیے صاف ستھرا رہنا ضروری ہے۔اس موضوع پر پانچ جملے لکھیے۔

۴۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

حفاظت نہانا فوائد نعمت تن درستی

۵۔ مذکر اور مؤنث الگ الگ کر کے لکھیے۔

بُرش تحفہ حفاظت فائدہ سچ نعمت دُنیا صحت

٦۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) سمن بے حد صاف سُتھری رہتی تھی۔ ☐

(ب) سمن کے والد اُسے ٹی وی اسٹیشن لے گئے۔ ☐

(ج) بال باندھ کر سمن بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ ☐

(د) اُسے کسی نے صحت وصفائی کے فائدے نہیں بتائے تھے۔ ☐

(ہ) تن درستی کو ہزار نعمت قرار دیا گیا ہے۔ ☐

(و) سمن نے عہد کر لیا کہ وہ اب صاف ستھری رہا کرے گی۔ ☐

۷۔ درج ذیل الفاظ کے جملے بنائیے:

تن درست شامل پسندیدہ شوق انعامات صفائی تصویر

۸۔ دیے گئے غلط فقرات کو درست کر کے لکھیے۔

الف ہر روز دھونے اور نہانے کو صابن جسم بتایا کا۔

(ب) ٹی وی گئی کھول کر منھ ہاتھ بیٹھ بغیر دھوئے۔

(ج) سمن گڑیا پیاری سناتے کی ہے کہانی۔

(د) انعامات پروگراموں ان میں ملتے تو بھی ہیں۔

(و) بہت غور ست رہی سنتی باتیں سمن۔

★ ان جملوں کو غور سے پڑھیے:

(۱) اسلم نے کہا کہ وہ ہماری دعوت کرے گا۔

(۲) مجھے علم نہیں کہ وہ آئے گا یا نہیں۔

(۳) اس نے مجھے بتایا کہ وہ کامیاب ہو گیا ہے۔

کسی بات کو بیان کرنے یا اس کی وضاحت کے لیے جن حروف کا استعمال کیا جاتا ہے وہ حروفِ بیان کہلاتے ہیں۔ اُردو میں صرف 'کہ' حرفِ بیان ہے۔ آپ بھی ایسے پانچ جملے لکھیے۔

سرگرمی

طلبہ اپنی گفت گو میں استعمال کیے گئے حروف بیان کی نشان دہی کریں۔

ہدایت برائے اساتذہ

طلبہ کو صحت وصفائی کے بارے میں آگاہی دیتے ہوئے بتائیے کہ انسانی اعضاء کو صاف رکھنے کا بہترین طریقہ وضو ہے۔

سائنس کے کرشمے

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ سائنس کی اہمیت بیان کریں گے۔
۲۔ سائنسی کمالات کے بارے میں مضمون لکھیں گے۔
۳۔ حروفِ تاکید کا استعمال سیکھیں گے۔
۴۔ نئے الفاظ کے جملے بنائیں گے۔

انسانی تاریخ کا کوئی دور بھی سائنس کے علم سے خالی نہیں۔ پتھروں کو رگڑ کر آگ جلانے، اپنے بدن کو کپڑوں سے ڈھانپنے اور دیگر چیزوں کا شعور حاصل کرنے سے انسان نے سائنس کے علم کو سیکھا۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جن طریقوں سے انسان نے اپنے شعور کی منزلیں طے کیں، وہ طریقے سائنس کہلاتے ہیں۔ قبل از تاریخ کا اِنسان دریاؤں، سمندروں، سورج، چاند اور ستاروں کو اپنا دیوتا سمجھتا تھا۔ جیسے جیسے انسان نے عقل و شعور کی بنیاد پر سائنس میں ترقی کی، ویسے ویسے وہ سمندروں کی گہرائیوں میں چھپے خزانوں تک جا پہنچا۔ زمین کے سر بستہ رازوں سے پردہ اُٹھانے کے بعد چاند تک رسائی حاصل کی اور آج مریخ اور دوسری دُنیائیں انسان کی تسخیر میں ہیں۔

انسان نے سائنس کی وجہ ہی سے سمندر کی تہہ میں اُتر کر اور زمین کے سینے کو چیر کر اس میں سے سونا، ہیرے، موتی اور دیگر قیمتی معدنیات دریافت کیں اور یوں اپنی زندگی کو پُر آسائش اور سہل بنانے کا فریضہ انجام دیا، جو انسان پرندے کی طرح اُڑنے کے خواب دیکھا کرتا تھا، آج آواز کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے اُڑنے والے جہازوں میں محوِ پرواز نظر آتا ہے۔ یہ اسی لیے ممکن ہوا کہ انسان نے ہر دور میں سائنس کے علم کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

اپنی سائنسی ایجادات کے سفر کے آغاز میں انسان نے پہیہ دریافت کیا تو ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ محض سفر کی سہولتوں کے اعتبار سے ہی دیکھا جائے تو آج کا انسان، ماضی کے انسان سے کوسوں آگے نظر آتا ہے۔ اونٹوں، گھوڑوں، گدھوں اور دوسرے جانوروں پہ سواری کرنے والا انسان سفری مشکلات کا شکار تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اُسے کئی کئی دن لگ جاتے تھے۔ آج کے انسان نے سائنس کی مدد سے بسیں، کاریں، ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز بنا لیے ہیں جن سے دنوں کا سفر گھنٹوں، گھنٹوں کا منٹوں میں طے کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ آج دُنیا کا کوئی شہر اور معاشرہ سائنس کے اِن ثمرات سے کسی طور سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

باہمی رابطہ ہمیشہ سے انسان کی دلی آرزو رہی ہے۔ اس آرزو کی تکمیل کے لیے اوّل اوّل تو اس نے کبوتر کو استعمال کیا۔ دور دراز کے علاقوں تک پیغام رسانی کا کام کافی پیچیدہ تھا لیکن اب ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ جیسی ایجادات کے باعث دُنیا کے ایک کونے میں بیٹھا انسان، دوسرے کونے میں بیٹھے انسان سے نہ صرف باخبر رہتا ہے بلکہ اسے بولتا، چلتا پھرتا دیکھ بھی سکتا ہے۔ انٹرنیٹ، موبائل فون اور فیکس کے ذریعے انسان اپنا پیغام چند ساعتوں میں دُنیا کے کسی بھی گوشے میں پہنچا سکتا ہے، یہ محض سائنسی ایجادات کے باعث ہی ممکن ہوا۔

سائنسی ایجادات میں ایک اہم ترین ایجاد بجلی بھی ہے۔ انسان نے پانی، ہوا، کوئلے، پٹرول اور دیگر ذرائع سے بجلی پیدا کر کے اپنی صنعتی ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے آلات بھی بجلی کے مرہونِ منت ہیں۔ اِن آلات کے استعمال کی وجہ سے انسانی زندگی مزید سہل اور پُر آسائش ہوئی ہے۔ صنعت و حرفت اور روزمرہ زندگی کے کم و بیش تمام معاملات کا دارومدار بجلی پر ہے۔ سخت گرمی میں ٹھنڈی ہوا اور شدید سردی میں گرم ہوا کا بندوبست سائنس ہی کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ انسان نے پنکھے، ایئر کنڈیشنر اور ہیٹر وغیرہ ایجاد کر کے اپنی زندگی میں سہولتوں کا اضافہ کیا ہے۔ بجلی کی وجہ سے راتیں، دن کی طرح روشن رہتی ہیں۔

طبی شعبے میں بھی انسان پیچھے نہیں رہا۔ سائنسی تحقیق کے باعث ایسی مشینیں اور ادویات بن چکی ہیں، جنھوں نے انسانی زندگی کو لاحق خطرات کو کم سے کم کر دیا ہے۔ وبائی امراض اب ماضی کا قصہ بن چکے ہیں۔ ان سائنسی ایجادات کی بہ دولت آج انسانوں کے جسم کے کسی بھی حصے کا بڑی آسانی کے ساتھ آپریشن کے ذریعے علاج کیا جا سکتا ہے۔ مصنوعی دل تک بن چکے ہیں۔ ریڈیو تھراپی، ایکس ریز، الٹرا ساؤنڈ، ایم آر آئی اور دیگر متعدد چیزوں نے کینسر اور ٹی بی جیسے امراض کی تشخیص اور ان پر قابو پانے میں کافی مدد دی ہے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سائنس انسانی زندگی بچانے کا باعث بنی ہے۔

کھیتی باڑی اور زراعت انسان کے قدیم ترین پیشوں میں سے ہیں، انسان نے اس میدان میں بھی بیش بہا ترقی کی ہے۔ سائنسی ایجادات نے اِنسانی زندگی کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو سائنس کے اثرات سے محروم ہو۔ آج کے دور کی حیرت انگیز ایجاد، کمپیوٹر نے تو انسان کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے ایسے ایسے کام لیے جا رہے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خلائی تحقیق ہو یا طب کا شعبہ، ریاضی کا میدان ہو یا انجینئرنگ، کمپیوٹر ہر شعبے پر چھایا ہوا نظر آتا ہے۔

اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ سائنس کے بغیر کسی بھی میدان میں ترقی ممکن نہیں۔ اس کی اہمیت سے کوئی بھی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) انسان نے سائنس کے علم کو کیسے جانا؟

(ب) سائنس کی پہلی ایجاد کیا چیز ٹھہری؟

(ج) دوسری اہم ایجاد کون سی ہے؟

(د) انسان پہلے سفر کن سواریوں پر کیا کرتا تھا؟

(و) مشینوں کو چلانے کے لیے کیا چیز اہم ہے؟

(و) اپنے اُڑنے کے خواب کو انسان نے کس طرح پورا کیا؟

(ز) میڈیکل سائنس کی ترقی کا کیا فائدہ ہوا؟

۲۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) کھیتی باڑی اور زراعت انسان کے..........ترین پیشوں میں سے ہیں

جدید عظیم قدیم سہل

(ب) سائنس انسانی............بچانے کا باعث بنی ہے۔

ماحول پیسہ وقت زندگی

(ج) سائنسی ایجادات میں ایک اہم ترین ایجاد..........بھی ہے۔

ٹیوب ویل پانی کمپیوٹر ایٹم بم

(د) سائنسی ایجادات کے سفر کے...........میں انسان نے پہیا دریافت کیا۔

آغاز دوران درمیان آخر

(ہ) انسان نے اپنے.........کی منزلیں طے کیں، وہ طریقے سائنس کہلاتے ہیں۔

عہد ماحول گھر شعور

(و) آج کا انسان، ماضی کے انسان سے...............آگے نظر آتا ہے۔

کافی بے حد بہت کوسوں

(ز) انسان، دوسرے...............میں بیٹھے انسان سے رابطے میں رہتا ہے۔

ملک مکان شہر کونے

۳۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) سائنس نے انسانی زندگی کو بدل کر رکھ دیا ہے: ☐

(ب) پہلے لوگ بیل گاڑیوں پر سفر کرتے تھے: ☐

(ج) سائنس میں مسلمانوں نے بے حد ترقی کی تھی: ☐

(د) آج تمام مسائل کا حل صرف کمپیوٹر کے پاس ہے: ☐

۴۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

خواب پرواز کھیل معدنیات علوم مشکلات کوسوں

۵۔ سائنس نے ہماری زندگی میں جو انقلاب پیدا کیا ہے' اسے دس جملوں میں بیان کریں۔

★ ایسے حروف جو جملے کے بیان کی اس طرح تائید و توثیق کریں کہ شک و شبہ باقی نہ رہے، حروفِ تاکید کہلاتے ہیں۔

درج ذیل جملوں کو دیکھیے:

(الف) حامد نہیں جائے گا۔

(ب) حامد ہرگز نہیں جائے گا۔

پہلے جملے میں یہ شک رہتا ہے کہ شاید وہ کسی کے کہنے پر چلا جائے مگر دوسرے جملے میں حرفِ تاکید کی وجہ سے یہ شک ختم ہو گیا۔ اُردو میں 'ہی' 'تو' اور ہرگز حرفِ تاکید ہیں۔ بعض کلمات بھی بہ طور حروفِ تاکید استعمال ہوتے ہیں جیسے: ضرور، مطلق، لازماً، کل، سربہ سر، تمام، یقیناً، قطعاً وغیرہ۔

۶۔ آپ بھی پانچ ایسے جملے لکھیے جن میں حرف تاکید کا استعمال کیا گیا ہو۔

طلبہ سائنس کی چند اہم ایجادات کی تصاویر جمع کر کے ایک چارٹ ترتیب دیں اور کلاس میں آویزاں کیجیے۔

طلبہ کو چند فقرات دے کر ان میں سے حرف تاکید کے جملے علیحدہ کروائیے۔

زندہ باد پاکستان

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو لے اور ترنم سے پڑھیں گے۔
۲۔ اس نظم کے مفہوم کو سمجھ کر بیان کریں گے۔
۳۔ اس نظم کو سادہ نثر میں لکھیں گے۔
۴۔ نئے الفاظ کا استعمال سیکھیں گے۔

یہ وطن یاالٰہی سلامت رہے
سلامت رہے تا قیامت رہے!

جو اس کا ہو دُشمن ، وہ ناکام ہو
وطن کا جہاں میں سدا نام ہو
مسرّت خوشی ہر طرف عام ہو

یہ وطن یاالٰہی سلامت رہے
سلامت رہے تا قیامت رہے!

سدا پرچم اونچا ہمارا رہے
چمکتا ہوا چاند تارا رہے
وطن شاد و آباد سارا رہے

یہ وطن یاالٰہی سلامت رہے
سلامت رہے تا قیامت رہے!

خدایا دلوں میں ہو پیدا لگن
وطن کو سجائیں سب اہلِ وطن
بنا دیں اسے جلد رشکِ چمن

یہ وطن یاالٰہی سلامت رہے
سلامت رہے تا قیامت رہے!

ہمیں عادتِ صبر و تسلیم دے
ہمیں قوّتِ عزم و تنظیم دے
خدایا تو توفیقِ تعلیم دے

یہ وطن یاالٰہی سلامت رہے
سلامت رہے تا قیامت رہے!

(ابصار عبدالعلی)

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) وطن کی چمک کس کی مانند ہے؟

(ب) سدا کس کا نام ہونا چاہیے؟

(ج) ہم اپنے وطن کو کیا بنا سکتے ہیں؟

(د) علم کے حصول کے لیے شاعر نے کیا دُعا مانگی ہے؟

(ہ) اہل وطن کسے سجائیں گے؟

۲۔ دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) سدا.......... اونچا ہمارا رہے

نام کام معیار پرچم

(ب) یہ وطن یاالٰہی .... رہے

حیات سلامت وراثت ہمارا

(ج) مسرّت .... ہر طرف عام ہو

غمی خوشی دائمی ابدی

(د) وطن کا.......... میں سدا نام ہو

دنیا جہاں جگ کائنات

(ہ) چمکتا ہوا...........تارا رہے

سورج سدا چاند ہمیشہ

۳۔ درج ذیل میں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) وطن سارا رہے:

ہریالا نکھرا نکھرا شادو آباد جگمگاتا

(ب) خدا تو دے:

توفیق و تعظیم تسلیم و تعظیم توفیقِ تحریم توفیقِ تعلیم

(ج) خدایا دلوں میں ہو پیدا:

ہمت　　انداز　　لگن　　بینائی

(د) بنا دیں اسے جلد:

رشکِ چمن　رشکِ وطن　رشکِ زمین　رشکِ جہاں

(ہ) چمکتا ہوا رہے:

آفتاب　ستارہ　چاند تارا　نگینہ

(و) وطن کو سجائیں سب:

اہلِ محلّہ　اہلِ خانہ　اہلِ علم　اہلِ وطن

۴۔ دیے گئے الفاظ کے معنی لکھیے اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

رشکِ چمن　تسلیم　عزم　توفیق　نفرت　مسرّت

۵ اس نظم کو سادہ نثر کی صورت میں لکھیے:

۶۔ دیے گئے مصرعوں میں دی گئی لفظوں کی ترتیب کو درست کر کے لکھیے۔

(الف) ہو لگن پیدا دلوں میں خدایا

(ب) صبر عادت وہ تسلیم دیے ہمیں

(ج) اونچا رہے ہمارا سدا پرچم

(د) رشک اسے جلد بنا چمن دے

(ہ) چاند، ہوا چمکتا رہے تارا

پاکستان پر لکھی گئی دوسری نظموں کو تلاش کر کے اپنی کاپی پر لکھیے۔

اس نظم کو ترنم سے پڑھنے کا مقابلہ کروایئے۔

تازہ مچھلی

شہر کے بازار میں نکڑ کے پاس ایک ننھا سا ہوٹل تھا۔ اس ہوٹل کے دروازے پر ایک کالے تختے پر لکھا ہوا تھا۔

''یہاں تازہ، عمدہ مچھلی ہر وقت تیار ملتی ہے۔''

اور یہ واقعہ تھا کہ یہاں کی تلی ہوئی مچھلی پورے شہر میں مشہور تھی۔ سرخ سرخ اور مزے دار، اور اس پر آلو کے قتلے پڑے ہوئے۔

تین سال پہلے میں اور میری سہیلی مچھلی کھانے کے لیے بغیر کسی ناغے کے ہر روز شام کے وقت اس دکان پر جایا کرتے تھے۔ مچھلی کھانے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ مچھلی جنت کی کسی نہر سے پکڑ کر فرشتوں نے جنت ہی کے کسی چولھے پر تلی ہو۔

اس بات کو ایک عرصہ گزر گیا۔ میں اور میری سہیلی دنیا کی سیاحت کے لیے نکل گئے۔ پچھلے دنوں اتفاق سے ہمارا جہاز اس شہر سے آ لگا۔ میری دوست اپنی ننھی منی آنکھیں بمشکل چیر کر خوشی بھرے لہجے میں بولی۔

''روحی! چلو بازار چل کر اسی ہوٹل سے مچھلی کھا کر آئیں۔''

مجھے اس کی یہ بات بہت بھائی۔ وہ جہاز کی چوبی سیڑھیوں سے نیچے کود پڑی اور ہم دونوں بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا تو وہ سائن بورڈ نظر نہ آیا جس پر مچھلی کا اشتہار لکھا ہوا تھا۔ ہم مایوس ہو کر واپس آنے کو تھے کہ میری دوست نے اپنی ناک پھلا کر پہلے تو خوش بو سونگھی۔ پھر ایک دُکان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''روحی! ہو نہ ہو مچھلی کی دکان بس یہی ہے۔ دیکھو! اس کی مہک ہی کتنی لذت پہنچا رہی ہے۔''

میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو دکان پر ایک سادہ کالا تختہ لگا ہوا تھا مگر اس پر دُکان کا نام تھا، نہ ہی مچھلی کا اشتہار لیکن مچھلی کی خوش بو سونگھ کر اس دکان میں جانا ہی پڑا۔

اندر جا کر دیکھا تو ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ بیسیوں آدمی چھوٹی چھوٹی میزوں پر بیٹھے مزے سے تلی ہوئی مچھلی اور آلو کے قتلے اُڑا رہے تھے۔ سب کے منھ مچھلی سے اور آنکھیں خوشی سے بھری ہوئی تھیں۔

وہ پرانا بوڑھا دکان دار جس نے اپنی تمام زندگی مچھلی تلنے کے فن پر غور کرتے کرتے صرف کردی تھی، مسکراتا ہوا ہماری جانب آیا اور بولا۔ ''لاؤں مچھلی۔''

میری دوست نے خوشی سے کہا۔ ''جی! ضرور لے آئیں دو پلیٹیں۔''

میں نے حیرت بھرے لہجے میں بوڑھے سے سوال کیا۔

''یہ آپ نے دکان کا اشتہار ہٹا کر اس کی جگہ کالا بورڈ کیوں لگا رکھا ہے۔ اس میں ضرور کوئی راز ہے۔''

وہ بوڑھا ایک جن کی طرح ہنس پڑا اور بولا۔

''جناب! آپ لوگ میز پر بیٹھ جائیں، میں گرم گرم مچھلی کی پلیٹیں لگا دوں پھر اپنی کہانی سناؤں گا۔''

میری دوست نے منھ میں پانی لاتے ہوئے چھری کانٹا اُٹھا کر مچھلی کے ساتھ انصاف شروع کر دیا۔ میں بھلا کیسے پیچھے رہتی۔ بوڑھے نے اپنی کہانی شروع کی۔

''ایک سال پہلے کی بات ہے میری دکان پر ایک لمبا تڑنگا سرخ مونچھوں والا فوجی مچھلی کھانے کے لیے آیا۔ یہ مچھلی اسے بھی بھائی۔ وہ میرا دوست بن گیا اور اکثر یہاں آنے لگا۔ ایک دن اس نے مجھ سے دوستانہ لہجے میں کہا۔

''دکان کی ترقی کا راز اشتہار میں ہوتا ہے۔ میں نے تمھارا سائن بورڈ غور سے پڑھا ہے۔ اس پر لکھا ہے۔

''یہاں تازہ، عمدہ مچھلی ہر وقت ملتی ہے۔'' میرا خیال ہے کہ اس سطر میں یہاں کا لفظ فضول ہے، اسے اس میں سے نکال دو۔''

اس پر میں نے دوسرے دن بورڈ پر لکھ دیا۔

''تازہ، عمدہ مچھلی ہر وقت ملتی ہے۔''

تیسرے دن وہی فوجی آیا اور کہنے لگا:

''میں نے رات بھر غور کیا ہے، اس بورڈ میں 'تازہ' کا لفظ بھی فضول ہے، اسے بھی نکال دو۔''

اس کی بات کی تائید میں بورڈ سے میں نے لفظ 'تازہ' بھی نکلوا دیا۔ اب لکھا تھا۔ ''عمدہ مچھلی ہر وقت ملتی ہے۔''

چوتھے دن پھر فوجی آیا۔ اب کی بار اس نے کہا کہ 'عمدہ' کا لفظ اس میں بے معنی ہے، اسے بھی نکال دو۔

میں نے وہ بھی مٹوا دیا۔ اب لکھا تھا۔ ''مچھلی ہر وقت ملتی ہے۔''

پانچویں روز فوجی بولا۔ ''میں نے رات بھر سوچا ہے، اس میں 'ہر وقت' کا لفظ بھی بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔''

اس پر میں نے لکھ دیا۔ ''مچھلی ملتی ہے۔''

چھٹے دن فوجی آیا تو بولا کہ اس میں 'ملتی ہے' کے لفظ رات بھر مجھے کھٹکتے رہے۔ صرف 'مچھلی' لکھنا ہی کافی ہے۔
چناں چہ چھٹے دن بورڈ پر صرف 'مچھلی' رہ گیا۔
ساتویں دن وہی فوجی دوست آیا اور کہنے لگا:
''میں رات بھر غور کرتا رہا ہوں' مجھے یہ لفظ 'مچھلی' بھی کچھ خاص پسند نہیں' تم صرف سادہ بورڈ لگوا دو' تمھاری مچھلی کی خوش بو سے پورا بازار مہکتا رہتا ہے جس کی ناک ہوگی' وہ خود خوش بو سونگھتا ہوا تمھاری دکان پر پہنچ جایا کرے گا۔''
مجھے یہ بات بھی معقول معلوم ہوئی۔ چناں چہ میں نے بورڈ سے مچھلی کا لفظ بھی مٹوا دیا۔ یوں اب دکان پر سادہ کالا بورڈ لگوا دیا۔ اب لوگ پہلے کی نسبت زیادہ آتے ہیں اور زیادہ شوق سے کھاتے ہیں۔
میں اور میری سہیلی' بوڑھے مچھلی فروش کی یہ کہانی سن کر ہنس پڑیں اور رومال سے اپنا منھ صاف کرتی ہوئی دکان سے باہر نکل آئیں۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) مچھلی کی کون سی خوبی گاہک کو دکان کی جانب کھینچ لاتی تھی؟
(ب) دکان دار کو کس نے بورڈ پر تبدیلیاں کرنے کے لیے کہا؟
(ج) جب لڑکیاں مچھلی کھانے دوبارہ گئیں تو انھیں کیا پریشانی ہوئی؟
(د) کالا بورڈ دیکھ کر انھوں نے دکان دار سے کیا سوال کیا؟
(ہ) بوڑھے مچھلی فروش نے ان کے سوال کے جواب میں کیا کہا؟

۲۔ سبق کے حوالے سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) دکان پر مچھلی دستیاب تھی:
(الف) سادہ (ب) تازہ (ج) کچی

(ب) فوجی نے تبدیلی کرائی:
(الف) مچھلی میں (ب) بورڈ میں (ج) دام میں

(ج) لوگ مچھلی کو کرتے تھے:
(الف) پسند (ب) شکار (ج) ناپسند

(د) انھوں نے مچھلی کی منگوائی:
(الف) ٹرے (ب) ڈش (ج) پلیٹ

(ہ) بورڈ پر سب کچھ:
(الف) مٹا دیا (ب) لکھوا دیا (ج) پھیلا دیا

۳۔ دیے گئے جملوں میں خالی جگہ دُرست لفظ سے پُر کیجیے۔

(الف) چلو، بازار چل کر اسی ....سے مچھلی کھا کر آئیں۔
گھر — دکان — ہوٹل

(ب) دکان پر ایک سادہ ....تختہ لگا ہوا تھا۔
سفید — کالا — لال

(ج) مچھلی کی خوش بو سونگھ کر اس دکان میں ....ہی پڑا۔
آنا — جانا — گھسنا

(د) میں نے تمھارا سائن بورڈ.........سے پڑھا ہے۔

سادگی	غور	سنجیدگی

(ہ) چناں چہ...........دن بورڈ پر صرف مچھلی رہ گیا۔

دوسرے	تیسرے	چوتھے

(و) بوڑھے مچھلی فروش کی یہ بات سن کر........... پڑیں۔

دوڑ	ہنس	چل

(ز) مجھے بھی یہ بات...........معلوم ہوئی۔

اہم	معمولی	معقول

★ درخواست یا عرضی ایسی تحریر کو کہتے ہیں، جس میں کسی چیز کو حاصل کرنے یا کسی کام کو کرنے کی استدعا یا گزارش کی جاتی ہے۔ درخواست کے اہم اجزا یہ ہیں:

سرنامہ	القاب	نفسِ مضمون	خاتمہ

★ درخواست کا مضمون سادہ، عام فہم اور جامع ہونا چاہیے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں درخواست لکھی جائے۔ عیدمیلادالنبی ﷺ کے پروگرام کے حوالے سے لکھی جانے والی ایک درخواست کا مضمون ملاحظہ کیجیے۔

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب

گورنمنٹ ہائی اسکول، جام شورو

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ ماہ ربیع الاوّل کی آمد آمد ہے۔ اسکول ہذا میں یہ روایت رہی ہے کہ ہر سال اس ماہ مبارک میں بچوں کے درمیان محفلِ نعت کا انعقاد کر کے ان کے درمیان انعامات بھی تقسیم کیے جاتے ہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ اس بابرکت محفل کے انعقاد کا اعلان فرما کر ہم تمام طلبا کو مسرور کریں۔

آپ کی عین نوازش ہوگی۔

مورخہ: ۲۰ جنوری ۲۰۲۰ء

آپ کے تعاون کے مشکور

طلبہ، جماعت ششم

۴۔ آپ ایک درخواست لکھیے جس میں اپنے علاقے کے کونسلر سے محلے میں صفائی کی ابتر صورت حال کو بہتر بنانے کی استدعا کی گئی ہو۔

سرگرمی: طلبہ کو کہیں کہ وہ دس سطروں پر مشتمل کوئی تحریر لکھ کر لائیں جس کا عنوان بھی وہ خود تجویز کریں۔

ہدایت برائے اساتذہ: دورانِ تدریس طلبہ کو آگاہ کیجیے کہ مزاحیہ تحریر کیا ہوتی ہے؟ اور اس ہلکی پھلکی تحریر کو پڑھ کر فرحت محسوس ہوتی ہے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ کھیلوں کے بارے میں بیان کریں گے۔
۲۔ کھیلوں کی اہمیت کو جانیں گے۔
۳۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد بنائیں گے۔
۴۔ مختلف کھیلوں پر دس جملے لکھیں گے۔

وہ شرمندہ نظروں سے کھڑا تھا۔ پرنسپل صاحب نے اسے غصے سے دیکھا اور پھر کڑک دار آواز میں بولے۔

''تمھیں کس نے اس قسم کے کھیل کھیلنے کا مشورہ دیا ہے؟''

''ج...ج...جی سر! وہ.....دوسرے بھی کھیلتے ہیں سر!'' عدنان نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''بیٹا! اگر دوسرے کسی کھیل کو کھیلتے ہوں تو وہ جائز نہیں ہو جاتا۔ دیکھیے! آپ نے گراؤنڈ میں گلی ڈنڈا لا کر کھیلا اور میرے دفتر کی کھڑکی کا شیشہ توڑ دیا۔''

پرنسپل صاحب نے اسے سمجھایا کہ یہ کھیل بُرا ہے۔ اس سے انسان زخمی بھی ہو سکتا ہے۔ عدنان 'جی جی' کر کے سر ہلاتا رہا۔ پرنسپل صاحب نے فیصلہ کیا کہ کسی خالی پیریڈ میں وہ بچوں کو کھیلوں کے بارے میں مناسب آگاہی دیں گے۔ چوتھے پیریڈ میں انھیں موقع مل گیا تو وہ کلاس روم میں چلے گئے۔ بچوں نے اُٹھ کر اُنھیں اچھے انداز میں خوش آمدید کہا۔ حال احوال کے بعد وہ اپنے اصل مقصد کی طرف آئے۔

''بچّو! کھیل، انسانی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسانی صحت کا دارومدار، کام کاج، ورزش اور کھیل کود پر ہے، کھیل کود کی بدولت انسان، مضبوط اور چاق چوبند رہتا ہے۔ کھیلوں کے ذریعے انسان اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اُجاگر کرتا ہے۔

دُنیا کے تمام حصوں میں بے شمار انداز سے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ مختلف علاقوں کے رہنے والے لوگوں میں مختلف کھیل مقبول ہیں۔''

تمام بچے پرنسپل کی باتوں کو غور سے سن رہے تھے۔ وہ ایک بار پھر گویا ہوئے۔

''وطنِ عزیز پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ اس کے ساتھ کرکٹ' فٹ بال' کبڈی اور کشتی بھی ملک کے معروف کھیل ہیں جنھیں بچے اور نوجوان بہت شوق سے کھیلتے ہیں۔ بچوں کے علاقائی کھیلوں میں آنکھ مچولی' گلی ڈنڈا' کوکلا چھپا کی' کوکلی کلیر دی' بول میری مچھلی' برف پانی' چندا کی چاندنی میں' کھوکھو اور پٹھو گرم وغیرہ خاص طور پر مشہور ہیں۔''

''جی جی!'' بچوں نے ان کی بات کی تائید کی۔

''علاقائی کھیلوں میں آنکھ مچولی ہمیشہ سے بچوں کا پسندیدہ کھیل رہا ہے۔ اس کھیل کو 'لکن میٹی' اور 'چھپن چھپائی' بھی کہتے ہیں۔ کھیل کا آغاز ٹاس سے ہوتا ہے۔ ٹاس ہارنے والا بچہ اپنی آنکھیں کھول کر' چھپنے والے ساتھیوں کو تلاش کرتا ہے۔ وہ بچہ سب سے پہلے جس ساتھی کو تلاش کر کے چھو لے' وہ ہار جاتا ہے اور اسے باری دینا پڑتی ہے' یوں کھیل جاری رہتا ہے۔ تمام بچے کسی نہ کسی طرح اس کھیل میں شامل رہتے ہیں۔'' پرنسپل نے بتایا۔

''سر! کیا کبڈی کھیل' کھیلنا چاہیے؟'' عدنان نے ہمت کر کے سوال کر ڈالا۔

''کیوں نہیں! کبڈی' برصغیر کا مقبول ترین کھیل ہے۔ اسے دل چسپی سے کھیلا جاتا ہے۔ کوئی ہے جو اس کے اصول و ضوابط بتا سکے۔'' انھوں نے کلاس کو بھی اپنی گفت گو میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ ناصر نے کھڑے ہو کر کہا۔

''سر! اس کھیل میں دو ٹیمیں ہوتی ہیں۔ اس میں دشمن کے علاقے میں جا کر مخالفین میں سے کسی ایک کو چھو کر آنا ہوتا ہے۔ حملہ آور اپنی حد سے باہر اتنی دیر رہ سکتا ہے جب تک اس کا سانس نہ ٹوٹ جائے ایک سانس کے دوران وہ مسلسل 'کبڈی کبڈی' کہتا رہتا ہے۔ اگر مخالف کے علاقے میں اس کا سانس ٹوٹ جائے تو اسے 'مُردہ' تصور کیا جاتا ہے۔ اگر دُشمن اسے پکڑ لے اور اس کا سانس نہ ٹوٹنے تک نہ چھوڑے تو بھی حملہ آور کو 'مردہ' ہی تصور کیا جائے گا۔ دونوں ٹیموں کے کھلاڑی برابر ہوتے ہیں۔''

''شاباش!'' پرنسپل نے اس کی معلومات پر خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ''اب میں چاہوں گا کہ دوسرے طلبہ بھی کسی نہ کسی کھیل کے بارے میں مختصراً بتائیں۔''

''سر! میں ٹیبل ٹینس کھیلتی ہوں۔ اس کے بارے میں کچھ بتاؤں۔'' نادیہ نے اٹھ کر کہا۔

''ہاں ہاں! بتاؤ بیٹا!'' وہ خوش دلی سے بولے۔

''سر! ٹیبل ٹینس کا یہ نام اس لیے پڑا کہ یہ ایک ٹیبل پر کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل میں ایمپائر ٹاس کراتا ہے۔ ٹاس جیتنے والا کھلاڑی اپنی سائیڈ منتخب کرتا ہے۔ بعد میں کھلاڑی ٹیبل کی چوڑائی والی جانب سے ریکٹ کی مدد سے گیند کو ضرب لگا کر سروس کراتا ہے۔ گیند سروس کرانے والے کی میز سے ٹچ ہو کر نیٹ کے دوسرے جانب چھو لے گی اور کھیل شروع ہو جائے گا۔ اس طرح جو کھلاڑی گیند نہیں کھیل پائے گا' مخالف کھلاڑی کو پوائنٹ دلوانے کا سبب بنے گا۔ یوں مقررہ وقت میں زیادہ پوائنٹ لینے والا جیت جائے گا۔'

نادیہ نے ایک ماہر کھلاڑی کی طرح تفصیل سے بتایا تو پرنسپل صاحب بے حد خوش ہوئے۔

اب کی بار ارسلان نے پتنگ بازی کے بارے میں بتانا چاہا تو اس پر بھی پرنسپل صاحب نے اس کھیل کو ناپسند کرتے ہوئے سمجھایا کہ اس کھیل میں دھاتی تاروں کی ڈور کئی حادثات کا سبب بن چکی ہے' ساتھ ہی کٹی پتنگ کو پکڑنے کے جنون میں ہر سال کئی بچے زخمی ہوتے ہیں اور کچھ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس لیے اس کا جنون ٹھیک نہیں ہے۔

عائشہ نے بتایا کہ کچھ عرصے قبل انٹر اسکول مقابلوں میں اس کی ٹیم نے رسہ کشی کے کھیل میں حصہ لیا تھا اور وہ لڑکوں کو ہرانے میں کامیاب ہوگئی تھیں۔ پرنسپل صاحب نے بچوں سے کہا۔ ''رسہ کشی میں ایک بڑی سے رسی لی جاتی ہے جس کے ایک جانب ٹیم اے اور دوسری جانب بی ٹیم ہوتی ہے۔ کھیل شروع ہو تو دونوں ٹیمیں مل کر اسے کھینچتی ہیں اور اپنے اپنے علاقے میں لے جانے کی کوشش کرتی ہیں اور پھر جو ٹیم اس میں کام یاب ہو جائے وہ جیت جاتی ہے۔

''جی سر! آپ نے اچھی معلومات دیں۔ کرکٹ سب کا پسندیدہ کھیل ہے اور ہم اسے بہت کھیلتے ہیں۔'' ساجد نے کہا۔

''کرکٹ کھیلیں' ضرور کھیلیں لیکن اس سلسلے میں یہ ہدایت ضرور کروں گا کہ یہ کھیل میدان میں کھیلنے کا ہے اس لیے اسے گلیوں اور سڑکوں پر نہ کھیلا جائے اس لیے کہ یوں یہ کھیل رحمت کے بجائے زحمت بن جاتا ہے۔ چلتے پھرتے کوئی شخص بال سے زخمی ہو جاتا ہے' کسی کا مٹکا پھوٹ جاتا ہے یا پھر کسی کے گھر کی کھڑکی کا قیمتی شیشہ ٹوٹ جاتا ہے۔''

''ہم تو اسکول کے گراؤنڈ میں کھیلتے ہیں سر!'' عامر نے تتلا کر کہا۔

''سر! ہاکی پاکستان کا قومی کھیل ہے۔ پہلے لوگ اس میں بہت دل چسپی لیتے تھے لیکن اب اس طرف کچھ رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔'' شازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے بیٹا! اس کھیل کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن آج کل میڈیا کا دور ہے' وہاں جو چیز زیادہ دکھائی جاتی ہے' اس کا چرچا بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔''

''آپ نے درست کہا سر!''

''ہاکی' گیارہ' گیارہ کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے' اس میں ۳۵' ۳۵ منٹ کے دو ہاف ہوتے ہیں' اس کا آغاز بُلّی سے ہوتا ہے۔ دونوں اطراف میں جال کا ایک باکس ہوتا ہے۔ ایک ٹیم کے کھلاڑی مخالف ٹیم کے گول پول میں جا کر گیند کو ہٹ کرتے ہیں جو گول کہلاتا ہے۔ جو ٹیم زیادہ گول کر لیتی ہے' وہی جیت جاتی ہے۔''

”سر! والی بال بھی ایک اچھا کھیل ہے لیکن ہمیں اس کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔“ عمران نے سوال کیا۔

”اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ میں تمھیں والی بال کے بارے میں خاص خاص باتیں بتاتا ہوں۔“ پھر انھوں نے بتانا شروع کیا۔

”والی بال میں ایک طرف چھے کھلاڑی کھیلتے ہیں جن میں سے تین آگے اور تین پیچھے ہوتے ہیں۔ اس کا جال زمین سے آٹھ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ ایک طرف کا کورٹ ۶۰ فٹ لمبا اور ۳۰ فٹ چوڑا ہوتا ہے۔ ایک کھلاڑی کورٹ لائن سے باہر ہو کر کھلے ہاتھ سے گیند کو اس طرح ٹھوکر لگاتا ہے کہ وہ جال کے اوپر سے ہو کر مخالف ٹیم کی طرف چلا جائے۔ مخالف ٹیم اسے پہلی ٹیم کی طرف بھیجتی ہے اور جب تک گیند زمین پر نہ گر جائے کھیل جاری رہتا ہے۔ جس ٹیم کی طرف گیند گرتی ہے، وہ ایک پوائنٹ ہار جاتی ہے۔ ایک بار ایک طرف کے تین کھلاڑی گیند کو کھیل سکتے ہیں، جو ٹیم پہلے دس پوائنٹ حاصل کر لے وہ فاتح کہلاتی ہے۔ ایک کھیل ختم ہونے کے بعد ٹیمیں اپنی طرفین تبدیل کر لیتی ہیں۔“

”کیا کوئی اور طالب علم کسی کھیل کے بارے میں بتا سکتا ہے؟“ پرنسپل صاحب نے سوال کیا تو فہیم پردیسی کھڑا ہو گیا۔

”سائیں! میں سندھ کے روایتی کھیل ملھ کے بارے میں کچھ معلومات رکھتا ہوں۔“

”ضرور بتاؤ پردیسی!“ پرنسپل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سائیں! ملھ، کشتی کا نام ہے اور اس کے لیے جو اہتمام کیا جاتا ہے اسے ملاکھڑا کا نام دیا جاتا ہے۔ مقابلے میں حصے لینے والے پہلوان صرف قمیص اتارتے ہیں اور بڑی جھول دار شلواریں پہنے رہتے ہیں۔ تماشائی میدان کے چاروں طرف اس مقابلے کو دیکھنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ مقابلے کے درمیان والے حصے کو پِڑ (حلقہ) کہا جاتا ہے۔ ہر پہلوان پڑ میں داخل ہونے کے بعد اپنے منھ کو مغرب کی جانب کر کے ننگے پیر زمین پر ہاتھ لگاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غرور اور تکبر سے دور ہے۔ ملھ کا فیصلہ دو مقابلوں کے نتیجے پر ہوتا ہے۔ عام طور پر دونوں ملھوں کو جو پہلوان جیت لیتا ہے وہ کامیاب سمجھا جاتا ہے، تاہم صرف آخری ملھ جیتنے والے کو بھی کامیاب قرار دیا جا سکتا ہے، اس لیے پہلوانوں کی زیادہ کوشش یہی ہوتی ہے کہ دوسرا مقابلہ ہی جیتا جائے۔“

”واہ وا! تم نے بہت درست معلومات فراہم کیں۔“ پرنسپل صاحب خوش ہو کر بولے۔ ایسے میں پیریڈ کی گھنٹی بجی۔ انھوں نے ایک نظر دستی گھڑی پر ڈالی اور بولے۔ ”ٹھیک ہے بچّو! آج آپ سے کافی مفید باتیں ہوئیں، اب میں چلتا ہوں۔ ان شاءاللّٰہ اگلی کسی کلاس میں دیگر کھیلوں پر بھی بات کریں گے۔“

تمام طلبہ نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی اور پرنسپل صاحب کلاس سے باہر چلے گئے۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) اس سبق میں کن کن کھیلوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

(ب) ہاکی کھیل میں ایک ہاف کتنے منٹس کا ہوتا ہے؟

(ج) کبڈی کھیل کتنے کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے؟

(د) کبڈی کھیلتے وقت مسلسل کیا بولا جاتا ہے؟

(ہ) کرکٹ کی ٹیم میں کتنے کھلاڑی ہوتے ہیں؟

(و) سبق میں موجود کھیلوں کے علاوہ اپنی پسند کے پانچ دیگر کھیلوں کے نام لکھیے؟

(ز) پرنسپل صاحب نے کون سی دو کھیلوں سے منع کیا؟

(ح) پتنگ بازی میں کون سے ڈور خطرناک ثابت ہوتی ہے؟

۲۔ دیے گئے جملوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) آج کل دنیا میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ دور دورہ ہے:

کاروبار کا　　خبروں کا　　حادثات کا　　کرکٹ کا

(ب) کبڈی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مقبول ترین کھیل ہے:

سندھ کا　　برصغیر کا　　چین کا　　مصر کا

(ج) ہاکی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دو ہاف ہوتے ہیں:

۳۰ منٹ کے　　۲۰ منٹ کے　　۵۵ منٹ کے　　۴۵ منٹ کے

(د) ہمیشہ سے بچوں کا پسندیدہ کھیل رہا ہے:

کرکٹ　　آنکھ مچولی　　کھوکھو　　بول میری مچھلی

(ہ) کھیل انسانی.......... میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

دور زندگی ضرورت ماحول

(و) بچوں کو......... کے بارے میں مناسب آگاہی دیں گے۔

میلوں ریلوں کھیلوں ٹیلوں

(ز) پاکستان کا قومی کھیل.......... ہے۔

کبڈی فٹ بال کرکٹ ہاکی

(ح) کبڈی کے کھیل میں............ ٹیمیں ہوتی ہیں۔

پانچ چار تین دو

۳۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

طلبہ کھڑکی تفصیل قسم کھلاڑی

درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

تھکاوٹ قوت مضر پژمردگی حادثہ

۴۔ اپنے کسی بھی پسندیدہ کھیل پر دس سطریں لکھیے۔

اسکول میں طلبہ کی دو ٹیمیں بنا کر ان کے درمیان کرکٹ کا مقابلہ کروائیے۔

بچوں کو کھیلوں کے فوائد کے بارے میں بتائیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ نظم کو دُرست تلفّظ کے ساتھ پڑھیں گے۔
۲۔ ترنّم اور لے سے پڑھ کر اسے یاد کریں گے۔
۳۔ متضاد الفاظ سے واقفیت حاصل کریں گے۔
۴۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد بنائیں گے۔

گھاس اور پودا

اتفاقاً ایک پودا اور گھاس
باغ میں دونوں کھڑے ہیں پاس پاس

گھاس کہتی ہے اُسے میرے رفیق
کیا انوکھا اس جہاں کا ہے طریق

ہے ہماری اور تمھاری ایک ذات
ایک قدرت سے ہے دونوں کی حیات

مٹی اور پانی ، ہوا اور روشنی
واسطے دونوں کے یکساں ہے بنی

تجھ پہ لیکن ہے عنایت کی نظر
پھینک دیتے ہیں مجھے جڑ کھود کر

سر اُٹھانے کی مجھے فرصت نہیں
اور ہوا کھانے کی بھی رخصت نہیں
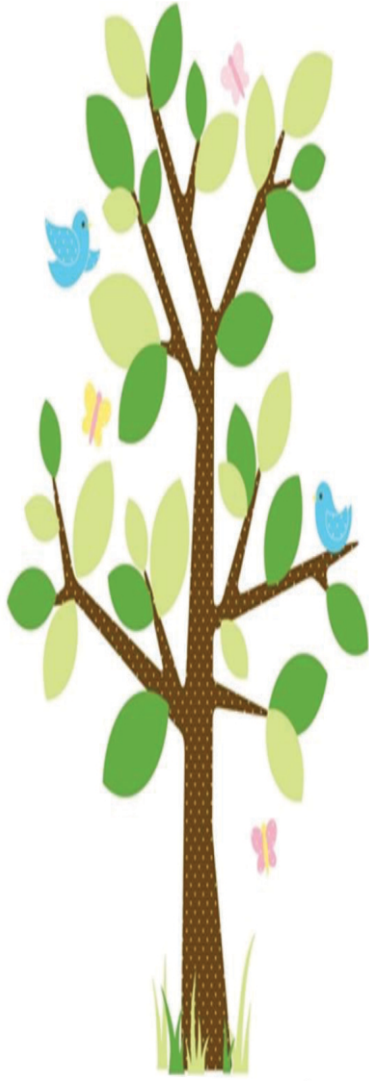
کون دیتا ہے مجھے یاں پھلنے
کھا لیا گھوڑے گدھے یا بیل نے

تجھ پہ منھ ڈالے جو کوئی جانور
اُس کی لی جاتی ہے ڈنڈے سے خبر

چاہتے ہیں تجھ کو، سب کرتے ہیں پیار
کچھ پتا اس کا بتا اے دوست دار

اس سے پودے نے کہا یوں سر ہلا
گھاس! سب بے جا ہے یہ تیرا گلا

مجھ میں اور تجھ میں نہیں کچھ بھی تمیز
صرف سایہ اور میوہ ہے عزیز

ہے یہاں عزّت کا سہرا اُس کے سر
جس سے پہنچے نفع سب کو بیشتر

(مولوی محمد اسماعیل میرٹھی)

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) گھاس نے پودے کو کیا کہہ کر مخاطب کیا؟

(ب) گھاس اور پودے کو کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ج) گھاس کے ساتھ لوگ کیا سلوک کرتے ہیں؟

(د) گھاس نے پودے سے کیا شکایت کی؟

(ہ) گھاس کو کون کھا جاتے ہیں؟

(و) کوئی پودے کو خراب کرے تو اس کی کس طرح خبر لی جاتی ہے؟

۲۔ دیے گئے بیانات کے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) کون دیتا ہے مجھے یاں:

کھلنے | رونے | پھلنے

(ب) ایک قدرت سے ہے دونوں کی:

زینت | نجات | حیات

(ج) گھاس سب بے جا ہے یہ تیرا:

شکوہ | گلہ | نعرہ

(د) یہ ہے لیکن عنایت کی:

نظر | عطا | روشنی

(ہ) تجھ سے سب کرتے ہیں:

نفرت | دوستی | پیار

(و) مجھ میں اور تجھ میں نہیں کچھ بھی:

کمی | تمیز | گلہ

۳۔ دیے گئے لفظوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) اور.......... کھانے کی بھی زحمت نہیں

سوا | ہوا | سدا

(ب) کیا ہی .... سے بڑھاتے ہیں تجھے

آن | شان | مان

(ج) کھالیا گھوڑے گدھے یا.........نے

میل | بیل | چیل

(د) پھینک دیتے ہیں مجھے جڑ سے.........کر

توڑ | اکھاڑ | کھود

(ہ) کچھ پتا اس کا بتا اے............

دل دار | دوست دار | رشتے دار

۴۔ دیے گئے الفاظ کے معنی لکھیے۔

رفیق | حیات | رخصت | فرصت | صحرا

۵۔ 'کالم الف' میں دیے گئے مصرعوں کو 'کالم ب' میں درست مصرعوں سے ملائیے۔

کالم الف	کالم ب
ہے ہماری اور تمھاری ایک ذات	جس سے پہنچے نفع سب کو بیشتر
کون دیتا ہے مجھے یاں پھیلنے	کچھ پتا اس کا بتا اے دوست دار
ہے یہاں عزّت کا سہرا اُس کے سر	کھا لیا گھوڑے گدھے یا بیل نے
چاہتے ہیں سب تجھ کو سب کرتے ہیں پیار	ایک قدرت سے ہے دونوں کی حیات

طلبہ گھاس اور پودے کے دو کردار اپنا کر آپس میں مکالمے کے ذریعے ان کی اہمیت بیان کریں۔

طلبہ کو موسمِ بہار میں کھلنے والے پھولوں اور میوے دار پودوں کے نام لکھنے میں مدد کیجیے۔

ترقّی کا راز

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ زراعت کے بارے میں بتائیں گے۔
۲۔ صنعتی ترقی کی اہمیت بیان کریں گے۔
۳۔ تذکیروتانیث میں امتیاز کریں گے۔
۴۔ اسم اور صفت کے جوڑے بنائیں گے۔

کلاس روم میں اُستاد داخل ہوئے تو سب نے اُٹھ کر اُن کا استقبال کیا۔ سلام دُعا کے بعد انھوں نے تمہید باندھتے ہوئے بتایا کہ آج وہ کلاس کو پاکستان کی زرعی ترقی کا راز بتائیں گے۔ تمام بچّے اُن کی جانب متوجہ ہو گئے۔ انھوں نے پوری کلاس پر بھرپور نظر ڈالی۔ جب اطمینان ہو گیا کہ سب اُن کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں تو انھوں نے کہنا شروع کیا۔

''پیارے بچو! کسی بھی ملک کی ترقی وخوش حالی کا انحصار اس کی زراعت وصنعت سے وابستہ ہے۔ زراعت و صنعت انسانی زندگی کے دو ایسے شعبے ہیں جن کی بدولت زندگی کا نظام قائم ہے۔ پاکستان بھی دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے جو زرعی اور صنعتی اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ بنیادی طور پر ہمارا ملک' ایک زرعی ملک ہے جو اپنی فصلوں' پھلوں اور سبزیوں کو حوالے سے دُنیا کے اہم زرعی ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔

قدیم زمانے میں دوسرے ملکوں کی طرح ہمارے ہاں بھی زراعت کے پرانے طریقے رائج تھے۔ اس طرح وقت اور محنت کا ضیاع ہوتا تھا اور فصلوں کا معیار و مقدار بھی تسلّی بخش نہ تھی۔ دن بہ دن بدلتے ہوئے حالات اور سائنسی ترقی کی بہ دولت زرعی دنیا میں ایک انقلاب آیا جس کی وجہ سے کم وقت اور تھوڑی محنت سے زیادہ پیداوار کا تصور سامنے آیا پیداواری اجناس میں خاصی ترقی دیکھنے میں آئی۔ نت نئے آلات' جدید طریقوں' بیجوں' کھادوں اور جراثیم کش ادویات کے ذریعے زراعت کے شعبے نے ایک نیا انداز اختیار کیا۔ اس طرح سائنسی ترقی کے طفیل پانی کی عدم دستیابی کا مسئلہ بھی کافی حد تک حل ہو گیا۔ مثلاً ابتدا میں کسان صرف بارش کے پانی پر انحصار کرتے تھے لیکن آج نہری نظام اور ٹیوب ویل کی وجہ سے پانی کی عدم دستیابی مسئلہ نہیں رہی۔

اُستاد نے تفصیل سے یہ باتیں بچوں کو بتائیں تو انھوں نے اصرار کیا کہ ہمیں کسی زرعی فارم کی سیر کرائی جائے۔ اُستاد نے ہیڈ ماسٹر سے اجازت لی اور قریبی زرعی فارم کے منیجر کو موبائل سے فون کیا۔ انھوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم آپ کے زرعی فارم کے مطالعاتی دورہ کرنا چاہتے ہیں۔ زرعی فارم کے منیجر نے بخوشی اجازت دے دی اور زرعی فارم کی سیر کے لیے ایک تاریخ مقرر کی گئی۔

مقررہ دن، چھٹی جماعت کے طلبہ اپنے استاد کی رہنمائی میں زرعی فارم دیکھنے روانہ ہوئے۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد طلبہ فارم کے دروازے پر تھے۔ زرعی فارم کے دروازے پر منیجر اور ان کی ٹیم نے بچوں کو خوش آمدید کہا اور انھیں فارم کے اندر لے گئے۔ منیجر نے کئی منٹ تک بچوں کو فارم میں اُگنے والی فصلوں، پھلوں اور سبزیوں سے آگاہ کیا۔ اُنھوں نے بچوں کو زرعی آلات کے ماڈل بھی دکھائے جو مختلف فصلوں کی بوائی سے لے کر ان کی کاشت سے لے کر کٹائی تک کے مراحل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

منیجر نے جدید زرعی اصولوں کی وضاحت نہایت آسان اور دل چسپ انداز میں کی۔ اس تعارفی نشست کے بعد دو راہ نماؤں کی نگرانی میں طلبہ کو فارم میں بھیجا گیا۔ انھوں نے بچوں کو دکھایا کہ ٹریکٹر زمین میں کس طرح ہل چلا رہے ہیں اور بوائی کر رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ بچوں کو پرانے طریقہ کار سے بھی آگاہ کرتے رہے کہ جب کسانوں کو ٹریکٹر میسر نہیں تھا تو وہ بیلوں کی جوڑی کی مدد سے خود ہل چلایا کرتے تھے، لیکن اب مہینوں کا کام دنوں میں کرتے ہیں۔ ایک طرف ہارویسٹر مشین گندم کی فصل کاٹن کے ساتھ ساتھ دانے علیحدہ کرنے میں مصروف تھی۔ ایک آدمی نے بچوں کو اس مشین کی افادیت سے آگاہ کرتے ہوئے اس کے کام کرنے کے تمام مراحل سے متعارف کرایا۔

بچے اُن کی باتیں سن کر حیران رہ گئے کہ یہ مشین کس طرح سیکڑوں آدمیوں کا کام کر رہی ہے۔ بچوں نے ٹیوب ویل کے ذریعے فصلوں کو سیراب کرنے کے عمل کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس طرح بچوں کو ایک کھیت میں ایسی سبزیاں دکھائی گئیں، جن کا موسم گزر چکا تھا۔ بچے ان سبزیوں کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ انھیں معلوم ہوا کہ کیمیائی کھاد، پانی کی فراہمی، درجہ حرارت کے کنٹرول اور سائنسی آلات کے استعمال کی بدولت اب ہر موسم میں ہر سبزی کو اُگایا جا سکتا ہے، بچے نت نئے آلات اور جدید طریقہ کار کو دیکھ کر محظوظ ہوئے۔

فارم میں زراعت کاروں کے درمیان خاصی دیر رہ کر انھوں نے انسانوں کی جگہ مشینوں کو کام کرتے دیکھا اور ان کے طریقوں سے آگاہی حاصل کی۔ وہ اتنے خوش تھے کہ انھیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ اب وہ تھک چکے تھے، لہٰذا واپسی کا پروگرام بنایا۔ منیجر نے بچوں کو کھانے کے کے لیے لنچ باکس دیے۔ مزے دار کھانا کھانے کے بعد وہ خوشی خوشی گھر واپس آ گئے۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ترقی کا انحصار کن دو شعبوں پر ہے؟

(ب) بچے زرعی فارم کی سیر کر کے کیا جاننا چاہتے تھے؟

(ج) زراعت میں مشینوں کے استعمال سے کیا تبدیلیاں آئی ہیں؟

(د) ماسٹر صاحب نے فارم لے جانے سے قبل کیا کیا؟

(ہ) مینیجر نے بچوں کو کیا تحفہ دیا؟

(و) بے موسم کی سبزیاں کس طرح اُگائی جاتی ہیں؟

۲۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) پاکستان ایک صنعتی ملک میں شمار ہوتا ہے۔

(ب) ہم دیگر ملکوں سے زرعی اجناس منگوا کر گزارا کرتے ہیں۔

(ج) سائنسی ترقی نے پانی کا مسئلہ ایک حد تک حل کر دیا ہے۔

(د) مینیجر نے حلوے پوری کا ناشتا کرایا۔

(ہ) ماسٹر صاحب نے فارم پر فیکس کر کے دعوت نامہ منگوایا۔

(و) ٹیوب ویل کے ذریعے سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔

۳۔ مشینوں کے استعمال سے دنیا میں انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ پانچ سطروں میں اس بارے میں لکھیے۔

۴۔ دیے گئے الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے:

صنعت	شرافت	مسافت	ضیافت	زراعت	حماقت	عدالت

۵۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۶۔ اپنے والد صاحب کو ایک خط کے ذریعے زرعی ترقی کی تفصیلات سے آگاہ کیجیے۔

۷۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) زرعی فارم کے دروازے پر.....اور ان کی ٹیم نے بچوں کو خوش آمدید کہا۔

مالک کسانوں مینیجر چودھری

(ب) کسی بھی ملک کی ترقی و.................کا انحصار اس کی زراعت و صنعت سے وابستہ ہے۔

دولت خوش حالی عروج دفاع

(ج) وہ بیلوں کی جوڑی کی مدد سے خود..........چلایا کرتے تھے۔

گاڑی ہل مشین گھر

(د) زرعی فارم کی سیر کے لیے ایک..............مقرر کی گئی۔

گاڑی تاریخ دستاویز جگہ

(ہ) قدیم زمانے میں دوسرے ملکوں کی طرح ہمارے ہاں بھی..........کے پرانے طریقے رائج تھے۔

صنعت کاشت کاری زراعت کھیلنے

(و) طلبہ اپنے استاد کی..............میں زرعی فارم دیکھنے روانہ ہوئے۔

کار بس راہ نمائی ہم راہی

(ز) بچے نت نئے آلات اور..............طریقۂ کار کو دیکھ کر محظوظ ہوئے۔

جدید قدیم اہم خاص

۸ 'کالم الف' میں دیے گئے الفاظ کو 'کالم ب' کے الفاظ سے ملایئے

کالم (الف)	(ب)
زراعت	ادویات
جراثیم کش	راہ نمائی
زرعی فارم	ایندھن
اُستاد	صنعت
پھوک	ماڈل

۹۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

ملک سبزیاں طریقے شعبہ محنت

۱۰۔ اس سبق کا خلاصہ دس سطروں میں تحریر کیجیے۔

سرگرمی

بچوں کو کاشت کاری کے حوالے سے معلومات دیجیے اور انھیں سبزی کاشت کرنے کے مختلف مراحل سے آگاہ کیجیے۔

ایک موجد کی کہانی

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ مختلف ایجادات کے بارے میں بیان کریں گے۔
۲۔ انسانی عزم وحوصلے سے سبق حاصل کریں گے۔
۳۔ متشابہ الفاظ سے واقفیت حاصل کریں گے۔
۴۔ متضاد الفاظ بنائیں گے۔

تھامس الوا' ایڈیسن' ۱۱ فروری ۱۸۴۷ء کو میلان میں پیدا ہوا۔ میلان' امریکا کی ریاست 'اوہیو' میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اگرچہ وہ اسکول میں اچھا طالب علم ثابت نہ ہوا لیکن زندگی بھر اس کی ماں کی عمدہ تربیت اس کے کام آئی۔ شروع ہی سے اُسے نت نئے تجربات کرنے کا شوق تھا۔ اپنے گھر کے تہہ خانے میں اُس نے ایک چھوٹی سی تجربہ گاہ بنا رکھی تھی۔ ریل گاڑیوں پر اخبار فروخت کر کے وہ اپنا گزر بسر کرتا تھا' پھر ایک پُرانی مشین خرید کر ریل گاڑی میں ہی اخبار چھاپنے شروع کر دیے۔

ایک روز اتفاق سے اُس کی تجربہ گاہ میں فاسفورس کی ایک ڈلی فرش پر گر پڑی اور چلتی گاڑی میں آگ لگ گئی۔

گارڈ نے غصے میں آ کر یہ تجربہ گاہ' پریس اور سارا سامان اگلے اسٹیشن پر اُٹھا کر پھینک دیا اور ایڈیسن کے کان بھی کھینچے۔ وہ اسی وجہ سے باقی تمام عمر کانوں میں تکلیف محسوس کرتا رہا۔

ایڈیسن نے اس واقعے سے ہمت نہیں ہاری۔ اسے ایک ریلوے اسٹیشن پر ٹیلی گرافی سیکھنے کا موقع مل گیا اور پھر وہ ٹیلی گراف آپریٹر کی حیثیت سے ملازم ہو گیا۔ وہ نہایت اچھا آپریٹر ثابت ہوا۔ رات کو وہ ڈیوٹی دیتا اور دن بھر اپنے تجربات میں گم رہتا تھا۔ اس کا کام یہ تھا کہ وہ ہر گھنٹے ایک دوسرے ریلوے ملازم کو سگنل بھیجتا تھا۔
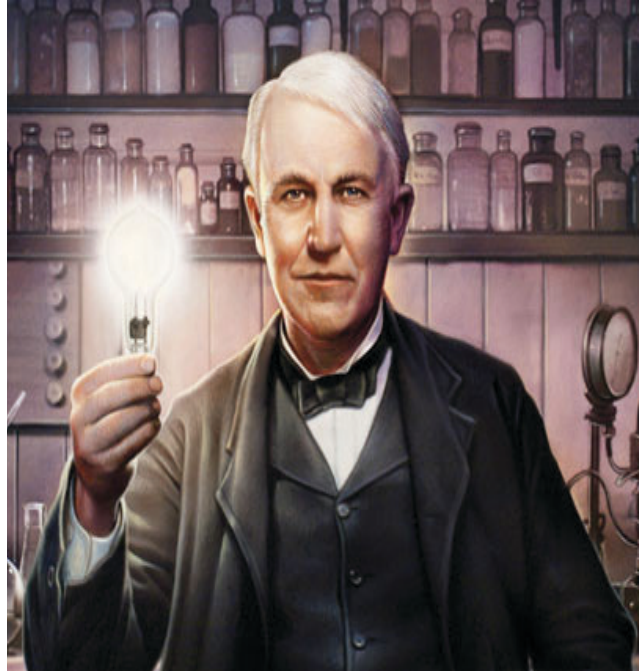
اُس نے آسانی کے لیے سگنل بھیجنے والا ایک ایسا آلہ ایجاد کرلیا جو خود بہ خود کام کرتا تھا۔ پیغامات وصول کرنے کے لیے بھی اس نے ایک خود کار ریکارڈ تیار کیا۔ اسی آلے سے اُسے فوٹو گراف بنانے کا خیال آیا۔

۱۸۶۹ء میں ایڈیسن نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جو ووٹ شمار کرتا تھا۔ پھر اس نے ایک ٹیپ مشین بنائی۔ قُدرت نے اُسے ہر میدان میں کام یابی عطا کی۔ اتفاق سے اُسے نیو یارک پہنچنے کا موقع مِل گیا۔ وہ کام کی تلاش میں ایک ایسی کمپنی میں جا پہنچا جو بجلی کے ایک آلے کے ذریعے اپنے گاہکوں کو منڈی کے بھاؤ بھیجا کرتی تھی۔ وہ دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُن کی مشین خراب ہوگئی لیکن ایڈیسن نے جلد ہی اسے دُرست کر دیا۔ اس واقعے کے بعد اسے منیجر مقرر کر دیا گیا۔

اکتوبر ۱۸۶۹ء میں ایڈیسن نے ایک انجینئر کے ساتھ مل کر ٹیلی گراف کی ایک نئی مشین ایجاد کی جسے ایک کمپنی خریدنا چاہتی تھی۔ ایڈیسن اپنے خیال میں اس کے لیے پانچ ہزار ڈالر مانگنا چاہتا تھا لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ کمپنی نے خود ہی اُسے چالیس ہزار ڈالر دے دیے۔ اتنی زیادہ رقم پا کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ یہ بات اس نے اپنے حالاتِ زندگی میں خود لکھی ہے۔

اتنی رقم مل گئی تو ایڈیسن نے نیو جرسی میں ایک بڑی دکان کھولی جس میں وہ ٹیپ مشین اور اس کے پرزے بناتا تھا۔ پھر اس نے ٹیلی گرافی یا تار برقی کے آلات میں اصلاح کی۔ ۱۸۷۶ء میں یہ تمام کاروبار چھوڑ کر اس نے فلو پارک میں اپنی مشہور و معروف تجربہ گاہ اور ورکشاپ کی بنیاد ڈالی۔ یہاں اس نے سب سے پہلے گراہم بیل کے ایجاد کیے ہوئے ٹیلی فون کو بہتر بنایا جس سے آواز زیادہ صاف سنائی دینے لگی۔ ۱۸۷۷ء میں اس نے فونو گراف ایجاد کیا۔ دُنیا اس آلے کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ لوگ اسے جادُوگر کہنے لگے۔

اتنے آلے ایجاد کر دینے کے بعد ایڈیسن نے بجلی کی روشنی کی طرف توجہ دی۔ اسی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج گاؤں گاؤں، بجلی پہنچ چکی ہے اور رات کو بھی دن کا سماں رہتا ہے۔ ایڈیسن نے ہی بجلی کا بلب تیار کیا۔ وہ روشنی حاصل کرنے کے لیے کوئی ایسی چیز استعمال کرنا چاہتا تھا جو برقی رو سے چمکے اور ختم نہ ہو۔ اس نے کئی دھاتوں کے تاروں پر تجربات کیے لیکن اس کی ضرورت کاربن سے پوری ہوئی۔ پھر بانس کا ریشہ اس کام کے لیے موزوں پایا تو اس نے عمدہ بانسوں کی تلاش شروع کر دی۔ اُس نے اپنے آدمیوں کو اُن علاقوں میں بھیجا جہاں اچھا بانس پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے تجربات میں کام یاب رہا اور جب پہلی مرتبہ نیو یارک کا شہر بجلی کی روشنی سے جگمگا اٹھا تو اس کی سیر کے لیے دور دراز سے لوگ آئے۔ حکومت کو اسپیشل گاڑیاں چلانا پڑیں۔

ایک مدت سے ایڈیسن کے ذہن میں متحرک تصویروں کا خیال تھا۔ اس نے دو سال بعد ایک اور مفید چیز ایجاد کی جس کا نام کینٹو گراف رکھا۔ یہ دنیا کا پہلا موشن پکچر کیمرہ تھا جس سے متحرک اشیاء کی تصویریں لی جا سکتی تھیں۔ اس کے

بعد کینٹیو سکوپ ایجاد ہوا جو موجودہ سینما کی طرف پہلا قدم تھا۔ یہ ایڈیسن کی محنت کا ثمر ہے کہ آج ہم سینما کی تفریح سے دل بہلاتے ہیں۔

ایڈیسن نے وائرلیس پر بھی کچھ تجربے کیے تھے اور ایسا انتظام کر لیا تھا جس کی مدد سے چلتی گاڑیوں تک پیغامات بھیجے جا سکتے تھے۔ اس نے ایکس رے کا ایک آلہ ایجاد کیا جسے جراحی میں استعمال کیا گیا۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران اُس نے اپنے ملک یعنی امریکا کی بحری فوج کے لیے تقریباً چالیس مفید چیزیں ایجاد کیں۔

ایڈیسن کی ایجادوں کی فہرست خاصی لمبی ہے۔ خود اس نے اپنی زندگی میں تیرہ سو ایجادات رجسٹر کرائیں۔ شاید ہی کوئی میدان ہو جس میں اس نے تجربے نہ کیے ہوں۔

اس کی زندگی کا آخری دن ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء تھا۔ اُس وقت بھی وہ تحقیقات اور تجربات میں مصروف تھا۔ ملک وقوم نے اس کی قدر کی اور اس کو اپنا مُحسن جانا۔ ایڈیسن کو خود بھی اپنی ایجادات سے مالی فائدہ پہنچا۔ اس نے ایک کامیاب زندگی گزاری، تمام عمر محنت سے کام کیا۔ اس نے غریبی و مفلسی کے دن بھی دیکھے اور اچھے دنوں کی قدر کی۔ اپنا وقت ضائع نہیں کیا اور زندگی بھر انسانیت کی بھلائی کے لیے مختلف ایجادات کیں۔

جب ہم اندھیرے کمرے میں روشنی کرتے ہیں یا ٹیلی فون اُٹھا کر کسی سے گفت گو کرتے یا میوزک سُن کر اپنا دل بہلاتے ہیں تو شاید ہی کسی کو اُس موجد کا خیال آتا ہو جس نے دُنیا کو بہت سی ایجادات دیں۔ اس نے مرتے دم تک اتنا کام کیا کہ اس کی محنت سے ہم سب آج تک فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ایڈیسن کب پیدا ہوا؟

(ب) ایڈیسن کی اہم ایجاد کا نام بتایئے؟

(ج) ایڈیسن نے اپنی زندگی میں کتنی ایجادات رجسٹر کرائیں؟

(د) ایڈیسن اپنا اخبار کہاں چھاپتا تھا؟

(ہ) ایڈیسن نے ریلوے پر کس حیثیت میں کام کیا؟

(و) ایڈیسن کو اپنی ایجاد کی کتنی رقم ملی؟

۲۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) ایڈیسن نے کئی.................کے تاروں پر بھی تجربات کیے تھے۔

پلاسٹک | ربر | لوہے

(ب) خدا کا کرنا یہ ہوا کہ کمپنی نے خود ہی اُسے.................ہزار ڈالر دے دیے۔

پانچ | دس | بیس

(ج) ایڈیسن نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جو خود بہ خود.................شمار کرتا تھا۔

ڈالر | روپے | درخت

(د) اس کی محنت سے ہم سب آج بھی.................اُٹھا رہے ہیں۔

مزا | آرام | فائدہ

(ہ) اس نے ایکسرے کا آلہ ایجاد کیا تھا جسے.........میں استعمال کیا گیا۔

علاج | جراحی | ترقی

(و) ۱۸۷۷ء میں اس نے............ایجاد کیا۔

۳۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) ایڈیسن نے سوواٹ کا ایجاد کیا:

سیور | بلب | لیمپ

(ب) ایڈیسن نے سائنس میں حاصل کیا:

آدم جی ایوارڈ | آسکر ایوارڈ | نوبل پرائز

(ج) وہ جہاز میں دستی اخبار فروخت کرتا تھا:

مہنگا | سستا | چھاپ کر

(د) کمپنی نے اسے نہ دی:

نوکری | رقم | مہلت

(ہ) اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعہ اچھا منگا کر اس کی فصل تیار کی:

گنے کی | گھاس کی | کپاس کی

(و) لوگ سفر کر کے دیکھنے کے لیے آئے:

دور دور سے | گھروں سے | گاؤں سے

۴۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے:

شرافت	نقصان	خوش دل	بے روزگار	نواب

۵۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

ایجاد کامیابی حصول تجربہ گاہ اشیاء

★ ایسے الفاظ جن کی ظاہری شکل وصورت میں کوئی مشابہت ہو مگر اعراب، املا اور معانی میں مختلف ہوں، متشابہ الفاظ کہلاتے ہیں۔ متشابہ الفاظ کی درجِ ذیل صورتیں ہیں۔

الف۔ ایسے الفاظ جن کا املا ایک سا ہو مگر اعراب میں فرق ہو، جیسے:

کُل، کَل۔ دیر، دَیر۔ گِل، گُل۔

ب۔ ایسے الفاظ جن کی آواز ایک ہی ہو مگر ان کے املا میں فرق ہو، جیسے:

روزہ، روضہ۔ عام، آم۔ ہال، حال۔

۶۔ آپ چار متشابہ الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

۷۔ ایڈیسن نے جو ایجادات کیں، ان میں سے پانچ کے نام تحریر کیجیے۔

ایڈیسن کی زندگی محنت سے عبارت ہے۔ اگر آپ بھی محنت کریں تو کمال کر سکتے ہیں۔ مستقبل کے اپنے ارادوں پر کم از کم پانچ سطریں لکھیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ محنت کی عظمت سے واقف ہوں گے۔
۲۔ نظم کو لے اور ترنم سے پڑھیں گے۔
۳۔ محنت کی اہمیت پانچ سطروں میں بیان کریں گے۔
۴۔ غلط جملوں کو دُرست کریں گے۔

محنت کی عظمت

محنت ' پتھریلی ' پیاسی مٹی سے پھول کھلاتی ہے
کھیت کی ہر بالی ' ڈالی بن جاتی ہے ' پھل پاتی ہے

محنت ' میدانوں کا سونا چاندی ہے کہساروں پر
محنت ' ہی سے آج بشر کا ہاتھ ہے چاند ستاروں پر

جانے کتنے کانٹے ٹوٹے ان کے ننگے پاؤں میں
گاؤں والے تب بیٹھے برگد کی ٹھنڈی چھاؤں میں

نوعِ بشر کو عزّت ' عظمت ' قوّت دینے والے ہیں
جن چہروں پہ گرد جمی ہے ' جن ہاتھوں پر چھالے ہیں

دانہ دانہ چن کر لایا جاتا ہے انباروں میں
جلتا ہے انسان تو پھر جلتے ہیں دیے بازاروں میں

(سید ضمیر جعفری)

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) میدانوں کا سونا اور کہساروں کی چاندی کیا ہے؟

(ب) شہر کیسے بستے ہیں؟

(ج) نظم میں انسان کے جلنے سے کیا مراد ہے؟

(د) پیاسی مٹی سے کون پھول کھلاتا ہے؟

(ہ) گاؤں والوں کو برگد کی ٹھنڈی چھاؤں کیسے نصیب ہوئی؟

(و) دانہ دانہ کہاں چن کر لایا جاتا ہے؟

۲۔ نظم کے حوالے سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) کس کا ہاتھ محنت کی وجہ سے چاند ستاروں پر ہے:

(الف) مزدور کا (ب) انسان کا (ج) سنار کا

(ب) محنت میدانوں کا ہے:

(الف) حسن (ب) سونا (ج) چاندی

(ج) کہاں گرد جمی ہے:

(الف) ہاتھ پر (ب) چہرے پر (ج) سر پر

(د) کیا چن کر لایا جاتا ہے:

(الف) مال (ب) دانا (ج) چاول

(ہ) کھیت کی ڈالی کیا پاتی ہے:

(الف) پھول (ب) پتے (ج) پھل

۳۔ دیے گئے جملوں میں خالی جگہ دُرست لفظ سے پُر کیجیے۔

(الف) جن .... پر گرد جمی ہے، جن ہاتھوں پر چھالے ہیں

ہاتھوں پاؤں چہروں شانوں

(ب) جلتا ہے............. تو پھر جلتے ہیں دیے بازاروں میں

سونا بارود کپڑا انسان

(ج) محنت ہی سے آج بشر کا............ہے چاند ستاروں پر

ہاتھ چہرہ سفر سہارا

(د) جانے کتنے کانٹے ٹوٹے ان کے............ پاؤں میں

کھلے بند ننگے زخمی

(و) گاؤں والے جب بیٹھے..........کی ٹھنڈی چھاؤں میں

پیپل املی ناریل برگد

۴۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے:

سونا تاریک عظمت نرم چاند نازک

۵۔ نظم میں کس موضوع کو بیان کیا گیا ہے، لکھیے۔

۶۔ اپنی پسند کے کسی شعر کی تشریح کیجیے۔

۷۔ اس مصرعے میں شاعر نے کس بات کی طرف اشارہ کیا ہے؟

جلتا ہے انسان تو پھر جلتے ہیں دیے بازاروں میں

۸۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

انباروں بازار ہاتھ پھول میدان کوہساروں ستارہ

۹۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

بشر عظمت قوت چھاؤں کھیت

محنت کی عظمت کے حوالے سے بچوں کے درمیان ایک مکالمہ کروائیے۔

طلبہ کو آگاہی دیں کہ زندگی کے کام محنت سے عبارت ہیں۔ دُنیا میں صرف وہی اقوام ترقی کرتی ہیں، جو محنت سے کام کرتی ہیں۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ محنت کی اہمیت بیان کریں گے۔
۲۔ کہانی کو اپنے لفظوں میں بیان کریں گے۔
۳۔ نئے جملوں کا استعمال کریں گے۔
۴۔ حروف فجائیہ کا استعمال کریں گے۔

سچّی خوشی

سندھ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں قاسم نامی ایک شخص رہتا تھا۔اس کا باپ ایک زمین دار تھا۔گھر میں اس سے بے حد محبت کرنے والی ماں کے علاوہ کئی نوکر چاکر تھے۔سب اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ان کا ایک بوڑھا ملازم سائیں ڈنو تھا جو اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ ہمیشہ اسے اچھی اچھی کہانیاں اور بزرگوں کے واقعات سناتا۔اِسے اچھی بُری باتوں میں تمیز سکھاتا۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے محبت کی تلقین کرتا۔اس کے ساتھ رہ کر قاسم اچھی اچھی باتیں سیکھ گیا تھا۔وہ سائیں ڈنو کا نام لینے کے بجائے اسے ہمیشہ 'چاچا' کہہ کر پکارتا تھا۔

ایک بار گاؤں میں سیلاب آ گیا۔قاسم کے والدین اس وقت کسی دوسرے گاؤں سے بیل گاڑی پر واپس آ رہے تھے کہ سیلاب نے آلیا اور انھیں ساتھ بہا کر لے گیا۔ اِن کی کھڑی فصلیں بھی سیلاب میں بہہ گئیں۔ جب سیلاب اُتر

گیا تو قاسم یتیم اور بے آسرا ہو چکا تھا۔ تعلیم اس کے پاس تھی نہیں کہ کہیں جا کر کوئی ملازمت کرتا' کوئی ہنر بھی نہ جانتا تھا کہ اپنا گزارا کرتا۔ ان حالات میں قاسم اکثر اُداس رہتا اور پریشان ہو کر رونے لگتا۔

ایسے وقت میں سائیں ڈنو نے قاسم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ اُس کی ہمت بڑھاتا اور اُسے کچھ نہ کچھ کام کرنے کی ترغیب دیتا رہا۔ قاسم بڑے باپ کا بیٹا تھا' اس نے کبھی کام نہیں کیا تھا اس لیے اُسے کام میں شرم محسوس ہو رہی تھی۔

ایک روز سائیں ڈنو نے اسے سمجھایا:

''بیٹا! محنت سے روزی کمانے میں ہمیں کبھی بھی نہیں شرمانا چاہیے۔ دُنیا کے عظیم انسان پیغمبر آخر الزماں ﷺ بھی اپنا کام خود کرتے تھے۔ کام کرنے میں کبھی شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ تم بھی اُٹھو' محنت کرو' اس میں ہی عظمت ہے اور اسی کے ذریعے برکت حاصل ہوتی ہے۔''

''مگر چاچا! میں کیا کروں؟'' وہ اُداسی سے بولا۔

''کرنا کیا ہے' زمین موجود ہے' ہم اس پر محنت کریں گے۔ اللّٰہ برکت دے گا۔''

اس کی سمجھ میں بات آ گئی۔ ابتدا میں کام نہ جاننے کی وجہ سے قاسم کو سخت محنت اور جدوجہد کرنا پڑی۔ وہ صبح سے شام تک خوب لگن اور محنت سے زمینوں پر کام کرتا۔ آخر اس وقت اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب اس نے اپنی زمین پر فصل کو لہلہاتے دیکھا۔

قاسم اسی طرح لگن کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اس کے حالات پہلے سے بہتر ہونے لگے۔ کچھ ہاری بھی ملازم رکھ لیے لیکن وہ خود بھی ان کے ساتھ محنت میں مشغول رہتا۔ وقت گزرتا رہا۔ سائیں ڈنو اسے محنت مشقت کرتے دیکھتا تو خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ قاسم بھی اب چاچا ڈنو سے پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگا تھا کیوں کہ یہ چاچا ہی تو تھا جس کی مسلسل نصیحتوں اور کوششوں نے بالآخر اس کی زندگی بدل ڈالی تھی۔

مسلسل محنت اور جدوجہد نے رنگ دکھایا۔ حالات نے کروٹ لی اور وہ ایک بار پھر ترقی کر کے ویسا ہی ہو گیا جیسا اپنے والد کی زندگی میں تھا۔ اس کے گھر میں ایک بار پھر نوکر چاکر ہو گئے' زمینوں پر کسان کام کرنے لگے لیکن اب اس کی عادتوں میں خاص فرق تھا' اب وہ بھی اپنے کسانوں کے ساتھ مل کر ٹریکٹر چلاتا' بیج بوتا' فصلوں کو سینچتا اور اپنی محنت کے ملنے والے پھل سے لطف اندوز ہوتا۔

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) قاسم کو گھر میں سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟

(ب) قاسم تعلیم کیوں حاصل نہ کر سکا؟

(ج) سائیں ڈنو نے قاسم کو کس طرح کی تربیت دی؟

(د) سائیں ڈنو نے قاسم کو محنت مزدوری کرنے کے لیے کیا مثال دی؟

(ہ) مسلسل محنت کی وجہ سے قاسم کے حالات کیسے ہو گئے؟

۲۔ ہر جملے کے سامنے دیے گئے جوابات میں سے دُرست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

(الف) قاسم کو اس کے والد نے دوسرے گاؤں نہیں بھیجا اس لیے کہ:

وہ کم عمر تھا | وہاں اسکول نہ تھا | وہ اکلوتا بیٹا تھا | وہ اسے چاہتا تھا

(ب) سائیں ڈنو، قاسم کو ہمیشہ سکھاتا تھا:

کھیتی باڑی | اچھی باتیں | لڑنے کا طریقہ | نماز پڑھنا

(ج) قاسم کے حالات پھر سے بدل گئے:

محنت سے | والد کی دولت سے | لوگوں کی مدد سے | رقم مانگ کر

(د) چاچا سائیں ڈنو کی باتوں سے قاسم کے دل پر اثر ہوا:

بڑا | معمولی | بُرا | اچھا

۳۔ دیے گئے لفظوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) مسلسل محنت اور................ نے رنگ دکھایا۔

کوشش | جدوجہد | خواہش | لگن

(ب) ایسے وقت میں بھی .... نے قاسم کا ساتھ نہ چھوڑا۔

دوست | سائیں ڈنو | اللّٰہ بخش | بابا

(ج) کام کرنے میں کبھی .... محسوس نہیں کی۔

حیا | رکاوٹ | شرم | اُلجھن

(ر) مسلسل نصیحتوں اور................ نے بالآخر اس کی زندگی بدل ڈالی تھی۔

کاوشوں　　ہدایتوں　　باتوں　　خواہشوں

(و) ہمیں محنت سے................ کمانے میں شرمانا نہیں چاہیے۔

رزق　　روزی　　روٹی　　کھانے

(ز) وہ سائیں ڈنو کا نام لینے کے بجائے اسے ہمیشہ '................' کہہ کر پکارتا تھا۔

خالو　　بابا　　چاچا　　ماموں

۴۔ اس سبق میں جو اسمِ معرفہ استعمال ہوئے ہیں انھیں اپنی کاپی میں لکھیے:

۵۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے۔

محبت۔ اوجھل۔ معاملہ۔ عزم۔ انتہا۔ فراہم۔ مشقت۔ سینچنا۔ نصیحت آموز۔

۶۔ آپ محنت کی عظمت پر دس سطروں کا ایک مضمون لکھیے۔

۷۔ دیے گئے الفاظ کے اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

الفاظ	چاچا	کوشش	مشہور	روزی	عظیم	عظمت	برکت

★ حروفِ فجائیہ وہ خاص الفاظ ہیں جو جذبات کی رو میں زبان سے بے ساختہ ادا ہو جاتے ہیں، انھیں حروفِ فجائیہ کہا جاتا ہے۔ مختلف جذبات اور تاثرات کے لیے الگ الگ الفاظ ادا کیے جاتے ہیں۔

شاباش!　　واہ وا!　　ماشاءاللہ!　　جزاک اللہ!　　چشمِ بد دور

۸۔ اب آپ ہر لفظ کے لیے ایک ایک جملہ بنا کر لکھیے۔

طلبہ کو دیگر رسائل سے سبق آموز کہانی پڑھ کر کلاس میں سنانے کا کہیے۔

حرف فجائیہ کے استعمال کے لیے خود آغاز کریں اور طلبہ کو ترغیب دیجیے۔ جہاں ضروری ہو طلبہ کی رہنمائی کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ ریاضی سے واقفیت حاصل کریں گے۔
۲۔ سائنسی ترقی کے بارے میں جانیں گے۔
۳۔ سادہ اور مرکب جملوں کا استعمال کریں گے۔
۴۔ گنتی کے کھیل سے واقف ہوں گے۔

مقدار، ڈھانچے، حجم، تبدیلی اور نقشے وغیرہ کے مطالعے کو ریاضی کا علم کہتے ہیں۔ اسے آپ حساب کتاب کا سائنسی علم بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس حساب کتاب میں گنتی اور پیائش، دو بنیادی عمل ہوتے ہیں، اِن میں ہندسے اور نقطے اہم علامات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ساتھ ہی اشکال اور حرکات کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے۔

علم ریاضی اتنا ہی پُرانا ہے جتنا کہ خود بنی نوع انسان۔ ریاضی کو قدیم زمانے کے لوگ بھی استعمال کرتے تھے۔ ان لوگوں کی ریاضی اتنی اچھی تھی کہ وہ غیر مادّی چیزوں مثلاً دِنوں، موسموں اور سالوں کا حساب بھی رکھتے تھے۔ تاہم آغاز میں لوگ اشیاء کو شمار کرنے کے لیے دھاگوں، رسیوں اور کنکر کو استعمال کرتے تھے۔ ابتداء میں ریاضی کو صرف تجارت کے مقصد اور اراضی کی پیائش کی ضرویات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

جدید دور میں اس علم کا استعمال سائنسی اور غیر سائنسی تمام میدانوں میں ناگزیر ہو چکا ہے۔ دُنیا کے کسی بھی کونے میں پائے جانے والے تعلیمی ادارے میں بچوں کو بنیادی جماعتوں ہی سے ریاضی کی تعلیم دی جاتی ہے، حالیہ دور میں اَن پڑھ لوگ بھی ہندسوں اور سادہ جمع تفریق کی سُوجھ بُوجھ رکھتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک ایسا علم ہے جس کی ہر انسان کو ہر وقت ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کسی کو گنتی نہیں آتی تو اُسے زندگی کے ہر موڑ پر دوسروں کی مدد کا محتاج رہنا پڑتا ہے۔

ریاضی ہر جگہ کسی نہ کسی بنیادی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ یہ علم اتنی وسعت اختیار کر گیا ہے کہ اسے کئی قسموں اور شاخوں میں تقسیم کرنا پڑا جیسا کہ ریاضی، عملی ریاضی، الجبرا، جیومیٹری، شماریات اور کمپیوٹر سائنس وغیرہ۔

ریاضی کے علم کی ترقی میں مسلمان ریاضی دانوں کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ مثال کے طور پر محمد بن موسیٰ خوارزمی اور عمر خیام نے الجبرا اور لوگرتھم ایجاد کیا۔ لوگرتھم ایسا علم ہے جو موجودہ کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر میں بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے ان کے علاوہ فیثا غورث، جمشید الکاشی، ولیم ردرفورڈ، آئن سٹائن اور نیوٹن وغیرہ بڑے ریاضی دانوں شامل ہیں۔

تمام علوم میں ریاضی کے وسیع استعمال کی بدولت اسے 'سائنسی علوم کی ماں' اور 'سائنسی علوم کی ملکہ' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علم آج کے زمانے میں بہت ترقی کر چکا ہے۔ تمام حساب کتاب مشینی ہو جانے کی وجہ سے انسان کو طویل رقوم یاد نہیں رکھنا پڑتیں۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ہمارا کام بالکل ختم ہو گیا ہے البتہ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جدید دور کے طلبہ کے لیے کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر کی سہولتوں کی بناء پر علم ریاضی، آسان اور تیز تر ہو گیا ہے۔ اس کے لیے نہ صرف کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر کے استعمال میں تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضی کے قوانین پر عبور ہونا بھی ضروری ہے۔ ریاضی علم کے ساتھ ساتھ دل چسپ کھیل بھی ہے۔

آیئے! آپ کو ریاضی کا ایک کھیل بتاتے ہیں کہ کس طرح یہ علم کھیل میں بھی ہماری معاونت کرتا ہے:

۲۵۹ اور ۳۹ دو ایسے حیران کن اعداد ہیں کہ آپ ان دونوں کو ضرب دے کر ان کے حاصلِ ضرب کو کسی بھی عدد سے ضرب دیں تو اس کا جواب تین بار وہی ہوگا جس سے ۲۵۹ اور ۳۹ کے حاصلِ ضرب کو ضرب دی گئی ہوگی۔ مثلاً:

آپ کی عمر ۱۰ سال ہے تو آپ پہلے ۲۵۹ کو ۳۹ سے ضرب دیں اب اس حاصلِ ضرب کو ۱۰ سے پھر ضرب دیں۔ تو اس کا جواب کچھ یوں آئے گا ۱۰۱۰۱۰۔ اسی قاعدے کے مطابق آپ سب کی عمروں کا حساب کر کے دوستوں کو حیران کر سکتے ہیں

مشق

۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ریاضی کا علم کسے کہا جاتا ہے؟

(ب) ریاضی کا علم کتنا پُرانا ہے؟

(ج) حساب کے دو بنیادی عمل کون سے ہیں؟

(د) جدید دور میں ریاضی کی کتنی شاخیں بن چکی ہیں؟

(ہ) ریاضی کی ترقی میں کن کا کردار اہم رہا ہے؟

(و) کوئی سے تین ریاضی دانوں کے نام لکھیے۔

۲۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) انسانی ڈھانچے کے علم کو ریاضی کہتے ہیں۔

(ب) آج کے دور میں ان پڑھ بھی گنتی کا علم جانتا ہے۔

(ج) قدیم زمانے میں ریاضی کا وجود تک نہ تھا۔

(د) ریاضی کی کئی شاخیں ہیں۔

(ہ) کمپیوٹر کے ذریعے ریاضی کا استعمال آسان ہو گیا ہے۔

۳۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) ریاضی کے قواعد اور قوانین پر..........ہونا ضروری ہے۔

مہارت عبور واقفیت آگاہی

(ب) ریاضی ہر جگہ کسی نہ کسی..........صورت میں موجود ہے۔

اہم بنیادی ضروری عملی

(ج) ریاضی کو..........زمانے کے لوگ بھی استعمال کرتے تھے۔

پُرانے پتھروں کے قدیم شاہی

۴۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

جدید ناگزیر علوم طویل مرکزی تیز ترین

۵۔ درج ذیل اعداد کو اردو گنتی اور لفظوں میں لکھیے:

259 4079 45689 764559

۶۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) یہ ایک سبق ہے:

تاریخی سائنسی معلوماتی تفریحی

(ب) پرانے زمانے میں دھاگے اور کنکر استعمال ہوتے تھے:

ناپنے میں گنتی میں تفریق میں جمع میں

(ج) ریاضی کا علم ضروری ہے:

تاجروں کے لیے طلبہ کے لیے استادوں کے لیے سب کے لیے

(د) لوگرتھم' کمپیوٹر کی بنیاد ہے' اس کا مطلب ہے کہ نئی چیز ایجاد کرنے کے لیے ضروری ہیں:

پرانی کتابیں پرانا زمانہ پرانا علم پرانی باتیں

(ہ) نئے زمانے میں ریاضی آسان اور تیز تر ہو گیا ہے کیوں کہ:

لوگ ذہین ہو گئے نئی ایجادات ہو گئیں ریاضی پر توجہ دی گئی ہے ریاضی اچھے انداز سے پڑھائی جا رہی ہے

سرگرمی

ریاضی نے ہمارے لیے بڑی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ کیا آپ اس بات سے متفق ہیں؟ اگر ہاں! تو پانچ سطروں میں اس کی وضاحت کیجیے۔

ریاضی کے چند کھیل منتخب کیجیے۔ طلبہ کے دو گروپ بنا کر یہ کھیل کھلائیے۔ گروہوں کی تشکیل میں دونوں اطراف منطقی ذہانت رکھنے والے طلبہ کو شامل کیجیے۔

حاصلاتِ تعلّم اِس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ:

۱۔ محنت کی تکریم بیان کریں گے۔
۲۔ نظم کو لے سے پڑھیں گے۔
۳۔ مترادف اور متضاد بتائیں گے۔
۴۔ نئے الفاظ کے معنی بتائیں گے۔

چیونٹی

چیونٹی ہوں، میں چیونٹی ہوں — دیکھو تو ننھی سی ہوں
ہر دَم چلتی رہتی ہوں — دُکھ محنت کے سہتی ہوں
صبح کہیں تو شام کہیں — پَل بھر کو آرام نہیں
کام سے میں تھکتی ہی نہیں — رُکنے کو فرصت بھی نہیں
کام مِرا تم کیا جانو — غور سے دیکھو تو سمجھو
سب سامان ضرورت کا — کر لیتی ہوں میں یک جا
پھر برسات کے آنے پر — سردی کے چھا جانے پر
چین سے بیٹھ کے کھاتی ہوں — مالک کے گُن گاتی ہوں
ویسے تو میں چھوٹی ہوں — اپنی دُھن کی پکّی ہوں
محنت کے دُکھ سہتی ہوں — چیونٹی ہوں، میں چیونٹی ہوں

(حفیظ الرحمٰن)
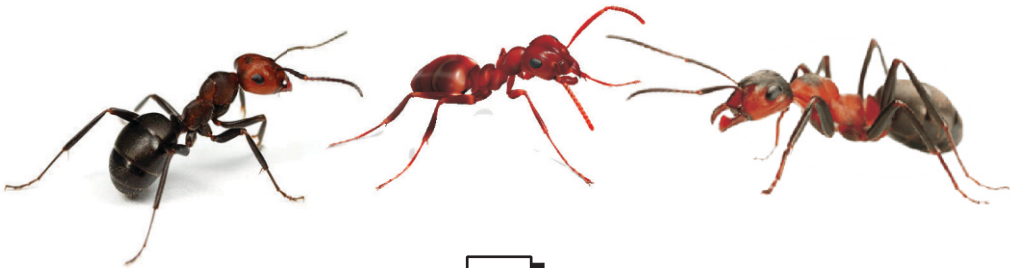
۱۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) چیونٹی دن رات کیا کرتی ہے؟

(ب) وہ ضرورت کے سامان کا کیا کرتی ہے؟

(ج) وہ کس کے گُن گاتی ہے؟

(د) وہ اپنی دُھن کی کیسی ہے؟

(ہ) برسات کے دنوں میں وہ بیٹھ کر کیا کرتی ہے؟

۲۔ دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) سب سامان................کا

خیانت　　کھانے　　ضرورت　　حفاظت

(ب) پھر................کے آنے پر

برسات　　مہمان　　استاد　　دوست

(ج) صبح کہیں تو................کہیں

رات　　سہ پہر　　دوپہر　　شام

۳۔ نظم کے حوالے سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) نظم کا بنیادی خیال ہے:

ذہانت　　شُجاعت　　محنت　　عزّت

(ب) نظم ہم میں جذبہ پیدا کرتی ہے:

مقصدیت حاصل کرنا　　مصروف رہنے کا　　صبح وشام حرکت کا　　دن رات غور وفکر کا

(ج) کون سا مصرع چیونٹی کی دوراندیشی کو ظاہر کرتا ہے:

ہردم چلتی رہتی ہوں　　کام سے میں تھکتی ہی نہیں　　غور سے دیکھو تو سمجھو　　مالک کے گن گاتی ہوں

(د) مالک کے گن گاتی ہوں' اس مصرعے میں گُن گانے کا مطلب ہے:

خوش ہونا　　تعریف کرنا　　گیت گانا　　مدد مانگنا

(ہ) اس نظم میں اشعار کی تعداد ہے:

۱۰　　۱۲　　۲۴　　۲۰

۴۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے۔

فرصت　بہانہ　چین　یک جا　ہردم　گُن گانا　سہنا

۵۔ اس نظم سے آپ نے کیا سبق سیکھا؟ پانچ سطروں میں لکھیے۔

۶۔ اپنی پسند کے دو اشعار منتخب کر کے ان کی تشریح کیجیے۔

۷۔ درج ذیل محاورات کے معنی لکھ کر جملوں میں استعمال کیجیے۔

گُن گانا　سر دُھننا　دُھن کا پکا ہونا　دُکھ سہنا

۸۔ اس نظم کو نثر کی صورت میں چند سطروں میں بیان کیجیے۔

۹۔ دیے گئے الفاظ کے مترادف اور متضاد لکھیے:

ننھی	سوتی	چلتی	پکی	چین

بچوں کے اخبارات اور رسائل سے ایسی چھوٹی چھوٹی نظمیں منتخب کر کے نظموں کا کتابچہ بنائیے۔

طلبہ کے جوڑے (Pairs) بنا کر ترنم سے نظم خوانی کا مقابلہ کروائیے۔ اس مقصد کے لیے (Judgement) کا ایک معیار بنا کر طلبہ کو بتائیے جس میں کامیابی کا پیمانہ موجود ہو۔ مثلاً دُھن کا اچھا ہونا، واضح آواز، اعتماد وغیرہ

فرہنگ

حمد

عالَم: دُنیا
پنچھی: پرندے
بالا: اُوپر، اونچا
کرم: مہربانی، سخاوت، فیاضی
منظور: پسندیدہ، مقبول
حمد: اللّٰہ تعالیٰ کی تعریف
گُن: ہُنر، خوبی

نعت

اولیٰ واعلیٰ: بہتر اور اونچے مرتبے والا
قمر: چاند
مژدہ: خوش خبری، اچھی خبر
بالا: اُونچا
مشعلیں: روشنی کی جگہ، موٹی بتی
اُجالا: روشنی
لامکان: عالمِ قدس۔

نیکی کا بدلہ

قافلے: مسافروں کا گروہ
متواتر: مسلسل، لگاتار
مامتا: ماں کی محبت
مردہ: مرا ہوا
معاوضہ: بدلا۔ عوض
کھنڈر: ویرانہ
خستہ مکان: ٹوٹا پھوٹا مکان
پاک باز: پارسا۔ بے گناہ
سرائے: مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ
اشرفیاں: سونے کے سکّے
معاوضہ: محنت کا صلہ، مزدوری کے عوض ملنے والی رقم

شیخ سعدیؒ کے اقوال

معلم: اُستاد

لقب: وضعی نام۔ دیا گیا معروف نام
دوام: ہمیشہ۔ سدا
دانش وحکمت: عقل مندی
مانند: مِثل
مشعل: روشن کرنا۔ جاننا
رنج: تکلیف۔ دکھ

آفتاب

غلّے: اناج کا ذخیرہ
اُچاٹ: اُکتایا ہوا۔ بےزار

بی اماں

مقتدر: طاقت ور
فائز: کام یاب۔ پانے والا
وزارت: وزیر کا عہدہ
ملحد: کافر، گمنام
عزم: پکا ارادہ
صعوبتیں: سختی۔ مصیبت۔ پریشانی
برٹش حکومت: انگریزوں کی حکومت
یونین جیک: برطانیہ کا جھنڈا، جو اس نام سے معروف
پرچم: جھنڈا
خاصہ: طبیعت کا حصہ۔ عادت میں شامل ہونا
خالقِ حقیقی: مراد خدا ہے۔ حقیقت میں پیدا کرنے والا
اُم الاحرار: آزادی کے متوالوں کی ماں
احرار: حر کی جمع۔ آزادی پسند لوگ۔ حریت پسند

یومِ آزادی

تاریخ ساز: تاریخی۔ خصوصی اہمیت کا حامل
مغفرت: نجات، رہائی، چھٹکارا
برقی قمقمے: بجلی سے چلنے والی ننھی بتیاں جو آرائش کے لیے لگائی جاتی ہیں۔
دُعائے مغفرت: نجات کے لیے کی جانے والی دُعا
چراغاں: روشنی کرنا۔ جشن منانا

توانا: طاقت ور۔ مضبوط
قیادت: راہ بری۔ لیڈر۔ درست سمت لے جانے والا
تیوہار: جشن کا دن۔ خوشی کا دن
عزیز: پیارا۔ قادر۔ غالب

وطن کی شان

اخوت: بھائی چارا، بھائی بندی
چرچے: شہرت، مشہوری
جوہر: خلاصہ، نچوڑ
آن بان: شان وشوکت، ٹھاٹھ باٹھ

وادیٔ زیارت

صوبہ: سلطنت یا ملک
صنوبر: ایک قسم کا درخت
زیارت: مقدس مقام کو جانا
زرخیز: سرسبز شاداب
قلت: کمی
شق: پھٹنا، پھٹا ہوا
وادی: دو پہاڑوں کے درمیان کی زمین
آبشار: پانی کی دھار جو اوپر سے نیچے آتی ہے۔
شریف طبع: شریف طبیعت والا

انوکھا تحفہ

تقریب: رسم، روایت
جیتا جاگتا: زندہ
قرینے سے: سلیقے سے
سیلز مین: چیزیں بیچنے والا

سفر ہو رہا ہے

گیسو: زلف دار بال
دِگر: دوسرا۔ دیگر
سفینہ: کشتی
زیروزبر: اُلٹ پلٹ۔ اِدھر اُدھر
مشاغل: مشغلہ کی جمع۔ کام میں مصروف

سرخ چاند

اخبار بینی: اخبار پڑھنا
مجروح: زخمی
قابل دید: دیکھے جانے کے لائق
امدادی ادارہ: ضرورت مندوں کی مدد کرنے والا ادارہ
ایمبولینس: مریضوں کو اسپتال لے جانے والی گاڑی
قوانین: قانون کی جمع'
فریکچر: ہڈی کا ٹوٹ جانا
معاملات: معاملہ کی جمع۔ مسئلہ'
ترک: چھوڑنا
ہلال احمر: لال چاند۔ طبی امداد کا ادارہ
محویت: دل چسپی۔ غرق ہونا
توقف: رکنا۔ وقفہ دینا۔
مستعدی: تیزی۔ چالاکی، پھرتی
جاں فشانی: جاں لگا کر۔ بہت لگن کے ساتھ
سرگرمی: مصروفیت۔ کام۔ لگن
آفات: مصیبت۔ آفت کی جمع
فرسٹ ایڈ: ابتدائی طبی امداد
رضا کار: خدمت گار۔ بغیر کسی معاوضے یا صلے کے کام کرنے والا
افضل: بہتر۔ مناسب۔ صائب
ٹمپریچر: درجہ حرارت

ماحول کی صفائی

آلودگی: لتھڑی ہوئی، گندگی ملی ہوئی
نباتات: پودے اور درخت
بے ہنگم: بے وقت۔ نامناسب
نکاسی: نکال
شجرکاری: درخت لگانا
نصف ایمان: آدھا ایمان
مادہ: وہ شے جس سے کوئی چیز بنائی جائے'
کرہ: گول چیز۔ گولا۔ گیند

سماعت: سننا
منفی: اُلٹ۔ کسی کام کی ضد

ھوا

اٹکھیلیاں: ناز کرنا۔نخرہ کرنا۔ ادائیں دِکھانا
پچکا ہوا دبا ہوا
بچھوا: ایک قسم کا زیور۔

ننھی سمن کی کہانی

بسورنا: رونی صورت بنانا
شگفتہ: کھلا ہوا، تازہ
الجھن: پریشانی۔ بے زاری۔تکلیف
مفید: کار آمد۔کام آنے والا

سائنس کے کرشمے

دیوتا: بھگوان، خدا کا اوتار
تسخیر: فتح کرنا، مطیع کرنا
سہل: آسان
سربستہ: چُھپا ہوا، پوشیدہ
پُر آسائش: آرام پہنچانے والی چیزیں
پیچیدہ: اُلجھا ہوا۔ لپٹا ہوا
آلات: آلہ کی جمع۔اوزار
امراض: بیماریاں۔مرض کی جمع
محوِ پرواز: پرواز میں مصروف
وبائی: پھیلنے والی۔ایک کو دوسرے سے لگنے والی
ثمرات: ثمر کی جمع۔پھل، تحفہ
ذی شعور: سمجھ رکھنے والا۔ ہوشیار
بیش بہا: قیمتی
ادویات: دوا کی جمع الجمع۔

زندہ باد پاکستان

شان: عزت وعظمت
لاج: عزت وغیرت، شرم وحیا
شاد: خوش
ڈاکٹر: حکیم، طِبّ کا ماہر
پائندہ باد: ہمیشہ رہے، زندہ وجاوید

تازہ مچھلی

چوبی: لکڑی کا بنا ہوا
لمبا تڑنگا: طویل قامت ۔ لمبے قد والا
معقول: مناسب ۔بہتر
قتلے: ٹکڑے
فضول: بے کار ۔ بے مقصد
سائن بورڈ: دکانوں پر لگایا جانے والا اشتہاری بورڈ

بچّوں کے کھیل

نشو ونما: بڑھوتری، بڑھنا، پھلنا پھولنا
معروف: مشہور
لڑکپن: بچپن، چھوٹی عمر
ترویج: رواج دینا، ترقی دینا
الحاق: ملا لینا، شامل کرنا
قدیم: پُرانا

گھاس اور پودا

رفیق: دوست ۔ خیر خواہ۔ ہم نشیں
طریق: دستور۔طریقہ
حیات: زندگی۔
عنایت: مہربانی
یاں: یہاں کا مخفف

ترقّی کا راز

تمہید: ابتداء
گام زن: قدم بڑھانا
زرعی: کھیتی باڑی والی
جراثیم کش: جراثیم مارنے والی
عدم دستیابی: نہ ملنا
ماڈل: نمونہ، نمونے
معاون: مددگار

ششدر رہ جانا: حیران رہ جانا
جدید طریقہ کار: کام کے نئے نئے طریقے
تحویل: حوالے کرنا
اجناس: جنس کی جمع۔اناج
سیراب کرنا: زمین کو پانی دینا
ہارویسٹر: فصل کی کٹائی کی ایک جدید مشین
بوائی: زمین میں بیج بونا

ایک مؤجد کی کہانی

مؤجد: ایجاد کرنے والا
استقلال: مضبوطی
برقی رَو: بجلی کی لہر
متحرک: حرکت کرنے والا
جراحی: چیر پھاڑ۔سرجری
موشن پکچر: حرکت کرتی ہوئی تصویر
ثمر: پھل
محسن: احسان کرنے والا
ضائع کرنا: برباد کرنا
گزر بسر: گزارہ کرنا
خودکار: خود بہ خود کام کرنے والی۔

محنت کی عظمت

عظمت: بڑائی
بالی: دانے سے بھری پھلی
کہسار: پہاڑی سلسلہ
نوعِ بشر: انسان
انبار: ذخیرہ
قوت: طاقت
گرد: مٹی۔دُھول
کانٹے ٹوٹے: تکلیف کا ہونا۔محنت کے دوران زخم لگنا۔

سچی خوشی

تلقین: نصیحت، تعلیم دینا
ترغیب: آمادہ کرنا، شوق دلانا
جدوجہد: کوشش
سینچنا: کھیت یا باغ کو پانی دینا

ریاضی کا علم

مقدار: تعداد، اندازہ
حجم: جسامت
ناگزیر: ضروری، لازمی
اشکال: شکلیں
قبل از تاریخ: تاریخ لکھے جانے سے پہلے کا وقت
اراضی: زمین
پیمائش: ناپنا
اساسی: بنیادی
شماریات: گنتی کا علم
قطر: وہ خطِ مستقیم جو دائرے کے مرکز سے گزر کر اسے دو برابر حصوں میں تقسیم کر دے۔
قواعد: قاعدہ کی جمع، دستور، اصول
معاونت: مدد
حرکات: حرکت کی جمع
حیاتیات: حیات سے متعلق۔سائنسی علم کی ایک شاخ

چیونٹی

دانا دنکا: اناج کے دانے
بھانا: پسند آنا
چین: آرام
زحمت: تکلیف
گُن گانا: گیت گانا۔مدح سرا ہونا۔تعریف کرنا
راہ چلتے: راستے چلتے

ختم شد